عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۱۵تا۲۱/صفر المظفر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۸تا۲۴/اپریل ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۴۷

کتاب اللہ کی تازگی و شگفتگی

طاعت کی لذت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء

خصوصی رپورٹ
ختم نبوت کانفرنس ملتان

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اخلاق و کردار کے آئینہ میں

ایمان اور اخلاص نیت

اکابر دیوبند کی دینی حمیت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

معاش کے لئے کفر اختیار کرنا:

س:...... میرے ایک محترم دوست نے چند دن پہلے معاشی حل کے لئے قادیانیت قبول کرلی' ان سے بات کرنے پر انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا جو فارم میں نے پڑھا ہے اس کی شرائط مثلاً زنا نہ کرنا' بدنظری نہ کرنا' رشوت نہ لینا' جھوٹ نہ بولنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی علیہ السلام ماننا' اس میں کہیں بھی کفریہ کلام نہیں اور یہ کہ اس نے صرف ضرورت پوری ہونے تک قادیانیت قبول کی ہے اور بعد میں وہ لوٹ آئے گا' کیا اس کے اس فعل کے بعد وہ مسلمان رہا؟ اگر نہیں تو اس کے بیوی بچوں کو اس کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ اگر وہ گھر والوں کو چھوڑنے پر بھی تیار نہ ہو اور اس کی چند جوان اولاد بھی ہو تو ان کے لئے اس مال کا جو وہ انہیں دے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں کسی قسم کا شبہ اور تردد نہیں' اللہ تعالیٰ کی عدالت بھی ان کو کافر و مرتد قرار دے چکی ہے' اور عالم اسلام کی اعلیٰ عدالتیں بھی' اس شخص کو اگر اس مسئلہ میں کوئی شبہ ہے تو وہ اہل علم سے تبادلہ خیال کرے۔

قادیانیت کا فارم پُر کرنا اپنے کفر و ارتداد پر دستخط کرنا ہے' جہاں تک معاشی مسئلہ کا تعلق ہے؟ معاش کی خاطر ایمان کو فروخت نہیں کیا جاسکتا' اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ وہ بعد میں لوٹ آئے گا' قابل اعتبار نہیں۔ جب ایک چیز صریح کفر ہے تو اس کو اختیار کرنا ہی ناروا ہے' اور اس کو اختیار کرتے ہی آدمی دین سے خارج ہوجاتا ہے' تو اس کے واپس لوٹنے کی کیا ضمانت؟

اس شخص کو قادیانیت کی حقیقت اور ان کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا جائے' اگر اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ ان سے توبہ کرلے تو ٹھیک' ورنہ اس کے بیوی بچوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کرلیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مرگیا ہے۔

چونکہ یہ شخص قادیانی فارم پُر کرچکا ہے' اس لئے اگر یہ تائب ہوجائے تو اس کو اپنے ایمان کی بھی تجدید کرنی ہوگی' اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا ہوگا۔ (جس کی تفصیل میرے رسائل "تحفۂ قادیانیت" اور "خدائی فیصلہ" وغیرہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔

ترکہ میں سے شادی کے اخراجات نکالنا:

س:...... ہمارے والد کی پہلی مرحومہ بیوی سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے جبکہ دوسری بیوی سے سات لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ تین لڑکیوں اور ایک لڑکے کی شادی باقی ہے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ والد نے جو کچھ چھوڑا ہے' اس میں سے غیر شادی شدہ اولاد کی شادی ہوگی' اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔ پوچھنا یہ ہے کہ:

۱:...... وراثت کب تقسیم ہونی چاہئے؟

۲:...... کیا وراثت میں سے غیر شادی شدہ اولاد کے اخراجات نکالے جاسکتے ہیں؟

ج:...... تمہارے والد کے انتقال کے ساتھ ہی ہر وارث کے نام اس کا حصہ منتقل ہوگیا' تقسیم خواہ جب چاہیں کرلیں۔

۲:...... چونکہ والدین نے باقی بہن بھائیوں کی شادیوں پر خرچ کیا ہے' اس لئے ہمارے یہاں یہی رواج ہے کہ غیر شادی شدہ بہن بھائیوں کے اخراجات نکال کر باقی تقسیم کرتے ہیں۔

دراصل باقی بہن بھائی والدہ کی خواہش پوری کرنے پر راضی ہوں تو شادی کے اخراجات نکال کر تقسیم کیا جائے' اگر راضی نہ ہوں تو پورا ترکہ تقسیم کیا جائے' لیکن شادی کا خرچہ تمام بہن بھائیوں کو اپنے حصوں کے مطابق برداشت کرنا ہوگا۔

اردو ترجمہ پر قرآن مجید کا ثواب:

س:...... قرآن مجید کی تلاوت کے بجائے اگر قرآن مجید کا اردو ترجمہ ترتیب وار پڑھا جائے تو ثواب ملے گا؟ کیونکہ اگر اردو ترجمہ کو عربی میں کردیا جائے تو قرآن مجید بن جاتا؟

ج:...... قرآن مجید عربی میں نازل ہوا ہے اور اس کے ہر لفظ کی تلاوت پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے' ظاہر ہے کہ اس کے ترجمہ پر اجر و ثواب نہیں۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب تو عربی الفاظ کی تلاوت پر ہی ملے گا۔ ترجمہ کے ذریعہ مفہوم سمجھنے کا ثواب ملے گا' قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں ہوگا۔

س:...... بعض مولوی صاحبان سے سنا ہے کہ جو میاں بیوی اس دنیا میں نیک اعمال کرتے ہیں تو اگلے جہان میں وہ ایک ساتھ ہوں گے۔ اب اگر مومن میاں بیوی میں سے میاں مرجائے اور بیوی دوسری شادی کرلے جو کہ اس کا اسلامی حق ہے اور دوسرا شوہر بھی نیک اور متقی ہو تو آخرت میں یہ بیوی کون سے شوہر کے نام سے پہچانی جائے گی اور کس شوہر کے ساتھ ہوگی کیونکہ شوہر تو دونوں نیک اعمال والے ہیں؟

ج:...... اس میں اہل علم کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ بیوی آخری شوہر کے پاس ہوگی کیونکہ جب اس نے دوسرا نکاح کرلیا تو پہلے شوہر سے اس کا تعلق ختم ہوگیا' بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے؟ جس کو پسند کرے اس کے ساتھ اس کا عقد کردیا جائیگا۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر
مولانا اللہ وسایا

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

شمارہ: ۴۷ | ۱۵ تا ۲۱ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۸ تا ۲۴ اپریل ۲۰۰۳ء | جلد: ۲۱

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل ونزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

بیاد

...شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
...پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
...اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
...اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
...ث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
...قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
...اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
...اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ 4
کتاب اللہ کی تازگی و شگفتگی 6
(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)
محبت رسول کا عقلی مفہوم 8
(مولانا محمد اکرم طوفانی)
ایمان اور اخلاص نیت 10
(مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء 12
(مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)
ختم نبوت کانفرنس ملتان...... خصوصی رپورٹ 17
(مفتی محمد جمیل خان)
طاعت کی لذت 19
(حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ)
صدقہ کی فضیلت 22
(مولانا اشہد رشیدی)
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اخلاق وخدمات کے آئینہ میں 23
(مولانا عبداللہ خالد قاسمی)
اکابر دیوبند کی دینی حمیت 25
(حافظ محمد سعید لدھیانوی)

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زرِ تعاون بیرون ملک

...، کینیڈا، آسٹریلیا :۹۰ ڈالر
...، افریقہ :۷۰ ڈالر
...عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
...وسطی، ایشیائی ممالک :۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

...دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
...روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (T...
Old Numaish M.A. Jinnah Road, K...
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ملک میں کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی

پاکستان میں کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں‘ عیسائیوں اور یہودیوں کا عمل دخل اپنے پورے عروج پر ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اس وقت ۵۰۸ قادیانی افسران سول سروس کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں جبکہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہندوؤں کی تعداد ۴۲۲‘ عیسائیوں کی تعداد ۳۸۱۹ اور یہودیوں کی تعداد ۱۰۱ ہے۔ معاصر روزنامے ”دی نیوز“ نے اپنی ۳/اپریل ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں ان سرکاری اعداد وشمار کی جو تفصیلات شائع کی ہیں وہ اس قدر ہولناک ہیں کہ ایک مسلمان انہیں پڑھ کر سوائے سر پکڑنے کے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ پاکستان کو اسلام کے نام پر قائم کیا گیا تھا اور قادیانیوں نے قیام پاکستان کے موقع پر کھلم کھلا اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ قرار دیا تھا لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج اسی ملک میں سرکاری عہدوں پر گریڈ ۱۷ سے لے کر گریڈ ۲۲ تک قادیانی افسران کی ایک قابل ذکر تعداد مسلمانوں کا منہ چڑانے کے لئے موجود ہے۔ روزنامہ دی نیوز کے مطابق:

”قادیانی ملازمین کے بارے میں اعداد وشمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ بیوروکریسی میں زیادہ تر سینئر پوزیشنوں پر فائز ہیں......
بہرحال اس بات کی توقع ہے کہ وفاقی سول سروس کے ملازمین کی اعشاریہ پانچ فیصد وہ تعداد جنہوں نے اپنے مذہب کو ظاہر نہیں کیا‘ وہ بھی قادیانی ہیں۔“

(روزنامہ ”دی نیوز“ کراچی ۳/اپریل ۲۰۰۳ء)

اس کے علاوہ نچلے گریڈ کے اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے ان افراد کو بیوروکریسی میں ترقی کر کے کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کے لئے کس حد تک مواقع حاصل ہیں؟ اس کے بارے میں اخبار کہتا ہے:

”اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے ایک سینئر افسر کا کہنا ہے کہ (غیر مسلم) گورنمنٹ ملازمین کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہیں‘ جس طرح کہ ان کے مسلمان ساتھیوں کو میسر ہیں۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مذہب کی بنیاد پر کوئی امتیاز (برتنا) غیر آئینی ہے۔“

(روزنامہ ”دی نیوز“ کراچی ۳/اپریل ۲۰۰۳ء)

ان سرکاری اعداد وشمار سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ پاکستان میں قادیانی کلیدی عہدوں پر سرکاری افسران کی حیثیت سے فائز ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ ملک پر عملاً قادیانیوں کا کنٹرول ہے اور بیوروکریسی میں ان کی اتنی بڑی تعداد میں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ قادیانی اس وقت پاکستان کے اصل پالیسی ساز ہیں۔ ملک میں کافی عرصے سے بعض سرکاری افسران اور اہم شخصیات کے بارے میں جو افواہیں گشت کررہی تھیں کہ وہ قادیانی ہیں‘ اس رپورٹ نے ان کی مکمل وضاحت کردی ہے۔ یہ قادیانی افسران جو اس ملک کا کھارہے ہیں اور اسی کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں‘ یہی لوگ جب ریٹائر ہوکر بیرون ملک جائیں گے تو پاکستان میں اپنے اوپر ہونے والے فرضی مظالم کا ڈھنڈورا پیٹ کر بیرون ملک سیاسی پناہ حاصل کریں گے (جس طرح ان کے دوسرے ہم مذہب کرتے ہیں) یا ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے اعلیٰ افسران بن کر ملک کا خون چوسنے کے لئے دوبارہ اس پر مسلط ہوجائیں گے۔

ان اعداد وشمار کی موجودگی میں ان بے سروپا الزامات کا اب خاتمہ ہوجانا چاہئے جن کے بقول پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہوتا ہے یا ان کے ساتھ مذہبی تفریق پر مبنی برتاؤ کیا جاتا ہے یا انہیں اعلیٰ عہدوں پر فائز نہیں ہونے دیا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس موقف کی پرزور تائید ہوتی ہے جو اس نے کلیدی عہدوں پر قادیانی افسران کی موجودگی کے بارے میں ایک عرصہ سے اختیار کیا ہوا ہے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ ”اسلامی

جمہوریہ پاکستان‘‘ میں قادیانی غیر مسلموں کا کلیدی عہدوں پر فائز ہونا اسلام اور ملک کے لئے کس درجہ خطرناک ہے۔ حکومت کو کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے فارغ کرنے اور بیوروکریسی کو قادیانی اثرات سے پاک کرنے کے جماعت کے مطالبے پر اب کوئی وقت ضائع کئے بغیر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ قادیانی کسی صورت میں ملک کے وفادار نہیں ہوسکتے۔ یہی وہ ٹولہ ہے جس کے افراد ملک کے اہم راز اسلام اور ملک دشمن قوتوں کو فراہم کرتے رہے ہیں۔ جن حکمرانوں نے ان سے وفا کی انہوں نے انہی سے بے وفائی کی۔ آستین کے ان سانپوں نے ہر اس شخص کو ڈسا جس نے انہیں اپنی آستین میں پناہ دی۔ پاکستان کے بعض حکمران ان کے فتنے کا شکار ہوچکے ہیں۔ ہم موجودہ حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ محض اسے ’’بعض شدت پسند تنظیموں کا مطالبہ‘‘ گردان کرنا لنے کی کوشش نہ کرے بلکہ ماضی میں حکمرانوں کے ساتھ روا رکھے گئے قادیانیوں کے سلوک کی روشنی میں اس مطالبہ پر غور کرے۔ اگر کسی دباؤ کو قبول نہ کیا گیا تو سقوط مشرقی پاکستان میں قادیانی ہاتھ اور بعض حکمرانوں کے غیر معمولی انجام سے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگنی چاہئے کہ قادیانیت کا زہر کتنا سریع الاثر ہے۔ قادیانی افسران کی علیحدگی کا مطالبہ ایک جائز مطالبہ ہے‘ جسے ہر صورت پورا کیا جانا چاہئے۔

جھوٹے مدعی مہدویت کی گرفتاری

اخباری اطلاعات کے مطابق مدعی مہدویت محکمہ ڈاک حیدرآباد کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر شمس الحسن زیدی کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔ اس سلسلے میں جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان کے مطابق ٹنڈو آدم پولیس نے اس مدعی مہدویت کو محکمہ ڈاک سول لائن حیدرآباد کے دفتر سے گرفتار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما علامہ احمد میاں حمادی نے ٹنڈو آدم تھانے میں ۴/ اپریل کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور مذہبی جذبات مجروح کرنے پر شمس الحسن زیدی کے خلاف ۲۹۵-اے اور ۲۹۵-سی کے تحت مقدمہ درج کرایا تھا۔ ملزم نے کچھ عرصہ قبل بعض دینی جماعتوں اور علماً کرام کو خطوط لکھے تھے جن میں اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ امام مہدی ہے۔ بعض اخبارات کے مطابق اس نے آج سے تین سال قبل بھی یہی دعویٰ کیا تھا مگر اس وقت معاملہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر دب گیا تھا۔

شمس الحسن زیدی کے دعویٰ مہدویت کے بعد علماً کرام کا ایک ہنگامی اجلاس دفتر ختم نبوت حیدرآباد میں منعقد ہوا تھا جس میں علماً کرام نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ شمس الحسن زیدی سے ملاقات کرکے اس پر اتمام حجت پوری کی جائے‘ جس کے بعد ۲۹/ مارچ کو علماً کرام کے ایک وفد نے اس سے ملاقات کی تھی۔ اس ملاقات میں شمس الحسن زیدی نے اپنے دعوؤں پر اصرار کرتے ہوئے نعوذ باللہ یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اسے امام مہدی ہونے کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر پر تشریف لا کر دی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ شمس الحسن زیدی جماعت المسلمین حیدرآباد کا امیر رہ چکا ہے‘ تقریباً آٹھ سال قبل جماعت المسلمین کے مذکورہ عہدے سے ہٹا کر اسے جماعت المسلمین سے نکال دیا گیا تھا۔ اس پر محکمہ ڈاک میں بدعنوانی اور کرپشن کے الزام میں ایکشن بھی لیا جاچکا ہے جس کے تحت اس کی تنزلی کرکے اسے پوسٹ ماسٹر جنرل کے عہدے سے ہٹا کر اسسٹنٹ ڈائریکٹر بنادیا گیا تھا۔ ملزم ۱۷ویں گریڈ کا افسر ہے۔

اس سے قبل بعض اطلاعات اس قسم کی موصول ہورہی تھیں کہ انتظامیہ شمس الحسن زیدی کو تحفظ فراہم کررہی ہے اور اس سلسلے میں اس کے دفتر اور رہائش گاہ واقع لطیف آباد نمبر ۶ پر سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس اہلکاروں کا پہرہ لگادیا گیا ہے۔ لیکن حالیہ اطلاعات اس کے برعکس ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت ملزم کے خلاف مقدمہ میں ہر قسم کی فروگزاشت سے گریز کرتے ہوئے اسے سخت سے سخت سزا دے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وفاقی اور صوبائی اسمبلیاں مدعی مہدویت کے سدباب کے لئے بھی ٹھوس قانون سازی کریں اور اسے سخت جرم قرار دیں تاکہ آئندہ اس قسم کے جرائم کے ارتکاب کی کوئی جرأت نہ کرسکے۔ جب تک اس حوالے سے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا جاتا اس وقت تک اس کے مکمل سدباب کے امکانات بظاہر مشکل ہیں۔ واضح رہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا مسئلہ متفق علیہ ہے۔ اس لئے ہر جھوٹا مدعی مہدویت بدترین گمراہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا چھوٹا بھائی ہے۔

کتاب اللہ کی تازگی وشگفتگی

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

امت یا انسانوں کے کسی فرد کے لئے کسی بھی زمانہ میں یہ عذر نہیں ہوسکتا کہ وہ مراتب یقین' قرب و وصول' رضا و مقبولیت' رجوع و انابت' تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا' البتہ اس کے اسباب دوسرے ہوسکتے ہیں' جیسے ضعف ارادہ و کم ہمتی' مادیت اور خواہشات کی پیروی' یا قرآن و حدیث سے ناواقفیت وغیرہ' ورنہ یہ دین تو زندگی' قوت وجدت سے پر' تمام دنیوی واخروی سعادتوں کا جامع ہے' جس پر محنت وعزم واخلاص کے ساتھ عمل کے ذریعہ کوئی بھی انسان' قرب وبلندی اور کمال کے ان اعلیٰ درجات تک پہنچ سکتا ہے' جن کے اوپر صرف نبوت کا مقام ہے۔

ہمارے سامنے اس کی کھلی دلیل خدا کی معجزانہ اور ابدی کتاب ہے' جو قوت وحیات سے لبریز ہے' اور جس کی تازگی وشگفتگی میں نہ کوئی فرق پڑتا ہے' نہ اس کے عجائبات اور کرشمہ جات کی کوئی انتہا ہے' اور نماز بھی جو قوت وحیات سے بھرپور ہے' ایسی ہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس تک وصول اور ولایت ومحبوبیت کی منازل تک پہنچانے میں دین کے شعبوں میں بھی اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتی' اور ان دونوں چیزوں کے ذریعہ ہر زمانہ میں امت کے مخلص اور صاحب عزیمت افراد' ایمان ویقین' علم ومعرفت' ربانیت و روحانیت' قرب و ولایت کے اس مقام تک پہنچے رہے ہیں' جہاں اذکیا کی ذکاوت وذہانت اور علما و حکما کے قیاس کی بھی رسائی نہیں' اور ایسے لوگوں کی تعداد حد وشمار سے باہر رہی ہے۔

دین کے یہ دونوں سرچشمے اس امت کے افراد اور اس کی نسلوں کو برابر قوت نمو' حیات ونشاط اور خالص روحانیت سے سیراب وشاداب کرتے رہے ہیں' اور ان کے ذریعہ یہ امت کسی نئی نبوت و بعثت سے بے نیاز ہوکر اپنی زندگی کے ہر دور اور تاریخ کے ہر مرحلہ میں خدا پرستانہ زندگی گزارتی اور قرآن ونماز سے قلب وروح کی تقویت پاتی رہی اور اپنے زمانہ کی ہدایت ورہنمائی کا ہاتھ بڑھاتی رہی ہے' اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور خدا کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے' اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی اور (تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین (پسند کیا) اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتاب) میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلہ میں شاہد ہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا کے (دین کی رسی) کو پکڑے رہو' وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے۔" (سورۂ حج)

پھر خود اس دین میں ہر مخالف دین چیز کے خلاف ابھارنے والی ایک عجیب قوت پوشیدہ ہے' جو ہر بے راہ روی اور انسانیت اور باقی ماندہ خیر وصلاح کو ضائع اور تلف کرنے والی قوت کے خلاف بغاوت برپا کرتی ہے' اور باطل کے چیلنج کا جواب دینے اور شر وفساد کی قوتوں اور فساد والحاد کے داعیوں سے لڑنے' دینی معیار کو برقرار رکھنے' اخلاقی نظام کو کنٹرول کرنے' جابر بادشاہوں کے سامنے جان کا خطرہ مول لے کر کلمہ حق کہنے' منفعتوں اور لذتوں کے ہم رنگ زمین دام سے بچنے' بدعات وخرافات' فتنوں اور گمراہیوں پر نکیر کرنے پر آمادہ کرتی ہے' خواہ اس میں جان ومال کا کتنا ہی خسارہ اور جسمانی تکلیف واذیت کا کیسا ہی خطرہ کیوں نہ ہو' چنانچہ یہ کتاب مسلمانوں کو برابر عدل پر قائم رہنے اور اپنے والدین واقربا تک

کے خلاف بچی گواہی دینے اور انہیں نیکی وتقویٰ سے تعاون اور گناہ وسرکشی سے عدم تعاون' جہاد فی سبیل اللہ' ملامت گروں کی ملامت سے بے پروائی' معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے' اللہ اور اللہ والوں کا دوست بننے' شیطان اور اس کے اعوان وانصار سے لڑنے' دین کو دنیا کے بدلہ فروخت نہ کرنے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دینے کی ترغیب دیتی رہی ہے' اسی طرح صریح' صحیح اور قطعی حدیثیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کو ترک کرنے والے اور خدا کے دشمنوں' دین میں تحریف کرنے والوں اور بدعتیوں سے موالات اور مصالحت کرنے والوں کو وعید سناتی ہیں' اور اس قسم کی حدیثیں تواتر اور شہرت عام کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں' اللہ کی کتاب دنیا کے ہر مقام اور تاریخ کے ہر موڑ پر ایسے لوگ پیدا کرتی رہی ہے جو جہاد و اجتہاد کا علم بلند کئے رہے' اور دعوت و اصلاح کی تحریکوں کی قیادت کرتے اور نتائج وانجام کی پرواکئے بغیر حق وباطل کے معرکوں میں اترتے رہے ہیں:

''تو ان میں بعض ایسے لوگ ہیں
جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اور بعض
ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں
نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔''
(سورۂ احزاب:۲۳)

یہی وہ کتاب ہے جس نے مسلمانوں کو فساد وضلالت کے دھاروں میں بہنے اور جاہلیت و بے اعتدالی کا ساتھ دینے سے روکے رکھا' کمزوروں میں نئی روح پھونک دی اور سوئی ہوئی ہمتوں اور بجھتے ہوئے دلوں میں بھی ایمان اور غیرت وحمیت کے شعلے بھڑکا دیئے۔

☆☆..................☆☆

مولانا سید محمد رابع حسنی

مسلمانوں کے زوال کا نقطۂ آغاز

اس عالم اسلام کی روشنی جب مکہ مکرمہ سے ظاہر ہوئی اور اسلام کے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی دعوت دی اور معاشرہ کو جاہلیت کے ظالمانہ اور نفس پرستانہ راستہ سے ہٹا کر انصاف اور تقویٰ کے راستہ پر ڈالنے کا آغاز کیا تو معاشرہ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرہ کو صحیح علم کی طرف بھی متوجہ کیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس توجہ ربانی سے معاشرہ بے علمی اور جہالت کے اندھیرے سے نکلنا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ عربوں کا یہ جاہلی معاشرہ علم کا گہوارہ بن گیا' لیکن یہ علم انسانیت کی فلاح وبہبود کا تھا اور انسان کو جانوروں کے صرف خورد ونوش اور خود غرضانہ مار دھاڑ کے راستہ سے ہٹا کر بے غرضی' خدا طلبی اور ایک دوسرے سے ہمدردی کا راستہ اختیار کرنے کا علم تھا' چنانچہ مخلصانہ اور انسانیت سے خیر خواہانہ نبوی جدوجہد سے ایسا پاک وصاف معاشرہ قائم ہوا کہ تاریخ انسانیت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اس کے اثر سے انسان اس شاندار راہ پر چلنے لگا اور اپنے حاصل کردہ علم میں توسیع پیدا کرنے لگا' اس نے اس نبوی علم کے ساتھ زندگی کے دیگر علوم بھی حاصل کئے اور اپنی زندگی کو دونوں طرح کے علوم سے مزین کیا۔ اس کے نتیجہ میں ایسا معاشرہ تیار ہوا جس کی نظیر نہ دینی لحاظ سے ملتی تھی اور نہ دنیوی اعتبار سے نظر آتی تھی' پھر بتدریج مسلمانوں میں انحطاط آنا شروع ہوگیا اور ان میں اولاً علم کو بجائے انسانی فلاح وصلاح کے استعمال کرنے کے' اپنی ذاتی ترقی اور خود غرضانہ مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا آغاز ہوگیا' پھر علم کی طرف توجہ کم ہوتی گئی اور ذاتی ترقی اور خود غرضانہ مقاصد کی اہمیت بڑھتی گئی۔

یہ تھا مسلمانوں کے معاشرہ کے زوال و انحطاط کا نقطۂ آغاز جس نے بتدریج مسلمانوں کو انسانی قافلوں کے بالکل پیچھے کی قافلہ کی جگہ پہنچا دیا اور دوسرے غالب ہوئے اور مسلمان مغلوب بنے' دوسرے علم وطاقت سے مسلح اور مسلمان علم وطاقت سے محروم بنے' یہ ایک ایسا المیہ تھا' جس کا نمونہ گزشتہ صدی کے عالم اسلام میں پوری طرح ملتا ہے۔ البتہ موجودہ صدی میں احساس بیدار ہونا شروع ہوگیا ہے اور امت مسلمہ کے اہل فکر ودانش اور اہل غیرت و ایمان' امت کو اس کی سابقہ عزت و مقام تک لے جانے کی فکر کرنے لگے' جس کا اظہار اہل فکر کے مضامین اور تصنیفات میں ملنے لگا' اور اب تو بکثرت اہل علم اس مسئلہ کو موضوع بنا رہے ہیں' لیکن ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس کو صرف موضوع بحث بنانے سے مقصد پوری طرح حل نہیں ہوسکتا' ضرورت ہے کہ اس کو عمل میں لانے کے لئے رہنمائی کی جائے اس کے لئے آغاز اسلام میں جو طریقہ زندگی اور طریقہ عمل اختیار کئے گئے تھے' اس کو اولین نمونہ سمجھا جائے' پہلے خود اپنے اندر ایمان واخلاص اور جذبہ عمل پیدا کیا جائے' پھر اس کے بعد دوسروں کو اس کی دعوت دی جائے تاکہ ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے' اور جہالت وبدعملی اور ظلم وستم کا خاتمہ ہو۔

ختم نبوۃ

محبت رسولؐ کا عقلی مفہوم

مولانا محمد اکرم طوفانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ کی محبت کی بنیاد ترجیحی بنیادوں پر مبنی تھی۔ صحابہ کی پاکیزہ زندگی میں ان کا کوئی ایسا واقعہ تاریخ ابھی تک نہیں بتلا سکی کہ صحابہ کرامؓ نے حضور کی ذات کو یا آپؐ کے ان ارشادات کو جو قولاً یا اشارتاً فرمائے ہوں صحابہ کرامؓ نے ان کو ترجیحی بنیادوں پر پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش نہ کی ہو۔ اس لئے صحابہ کرامؓ کی مجموعی زندگی جس کی نسبت حضور کی ذات گرامی سے متعلق بنے اسے پڑھ کر کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضورؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی محبت کا جو معیار تھا وہ ان کی زندگی کا ایک ایسا مستقل عنوان تھا جو ہر لمحہ ان کی زندگی میں دیکھا جا سکتا تھا' اتباع رسول کا عنوان فرائض کے درجہ میں ہوتے ہوئے بھی وہ سمجھتے تھے کہ محبت رسولؐ کا مستقل مظاہرہ عبادات و اطاعت سے ہٹ کر بھی ہم سے شریعت کا مطالبہ ہے۔ میرا مطلب اس قدر ہے کہ صحابہ نمازی بھی تھے' غازی بھی تھے' حاجی بھی تھے' تبلیغی بھی تھے' مولوی بھی تھے' جہادی بھی تھے' تہجد بھی پڑھتے تھے' محدث بھی تھے اور مفتی بھی' ان تمام اوصاف کے ان میں بدرجہ اتم موجود ہوتے ہوئے بھی ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عنوان ترجیحی بنیادوں پر نظر آتا تھا' کوئی ایک صحابی ایسا تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے کہ جس کی پاکیزہ زندگی سے یہ تاثر لیا جا سکے کہ اس نے صرف اور صرف اتباع رسول ہی کو محبت کا معیار بنا کر اسی پر اکتفا کر لی ہو یا اس کے برعکس یعنی محبت رسول اور عشق رسول کے نعرے تو لگاتا ہو لیکن اتباع رسول سے عاری ہو۔ صحابہ کرامؓ میں اتباع رسول کے ساتھ ساتھ محبت رسول کا بھی ایک مستقل جذبہ تھا۔ انہوں نے صرف اور صرف نماز پڑھنے' علم دین حاصل کرنے' تبلیغی بننے کو ہی محبت رسول کا عنوان دے کر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس عنوان سے جب ضرورت پڑی تو انہوں نے اپنے خون کے ہر قطرے کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر نچھاور کرنا ایمان سمجھا تھا۔ یہ جو کچھ میں نے عرض کیا' یہ صرف الفاظ نہیں ہیں یا محض میرے ذاتی جذبات نہیں' بلکہ اللہ علیم بذات الصدور نے صحابہ کرامؓ کی زندگی کے اس عنوان کو صاف لفظوں میں اپنی مقدس کتاب میں رقم فرما دیا ہے جبکہ اللہ' صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کے اوصاف حمیدہ بیان فرما رہے ہیں: "الذین آمنوا بہ ونصروہ' واتبعوا" اللہ نے فرمایا کہ صحابہ کی مقدس جماعت وہ جماعت ہے جو سب سے پہلے میرے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور پھر دوسرا وصف ایمان کے متصل ہی یہ تھا کہ "وعذروہ" کہ حضورؐ کی محبت و تعظیم کے تمام مراحل میں مکمل تھے اور پھر اسی محبت اور تعظیم کے پیش نظر انہوں نے حضورؐ کے احکامات و ارشادات کے عین مطابق ہر قسم کی نصرت کو اپنی زندگیوں کا جزو لاینفک سمجھا اور آخر میں فرمایا کہ وہ اتباع میں بھی پیچھے نہیں رہے۔ اگر صرف اتباع رسول ہی نمازی' حاجی' غازی' تبلیغی' محدث' مفتی بننے سے ہی ثبوت مل سکتا اور محبت کے مستقل اثرات کا زندگی میں صاف نظر آنا ضروری نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ صرف یہ فرماتے کہ "واتبعوا" کہ وہ حضور کی اتباع میں اعلیٰ درجے کے انسان تھے اور لوگ خود سمجھ جاتے کہ چونکہ اتباع رسول میں یکتائے زمانہ ہیں' لہٰذا ان کے اندر سے محبت کا عنوان مترشح ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایمان کے "آمنوا" فوراً ہی دوسرے وصف "عذروہ" کا ذکر فرماتے' بلکہ تیسری جگہ "واتبعوا" کا ذکر نہ کرتے "واتبعوا" کا ذکر کرتے اور پھر باقی اوصاف کا ذکر میں فرماتے اور پھر حضورؐ کی زبان مبارک سے شریعت کا یہ مطالبہ بھی اتنے جاندار الفاظ میں بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ حضورؐ فرماتے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی ایک بھی مومن نہیں جب تک میں محمد مصطفیؐ اس کے نزدیک اس کے والدین اور اولاد حتیٰ کہ تمام انسانوں سے محبوب ترین نہ ہو جاؤں۔ اب یہاں میں صرف اتنی بات عرض کروں کہ صحابہ نمازی بھی تھے' غازی بھی تھے' مولوی بھی تھے' پیر بھی تھے' حاجی بھی تھے' تبلیغی بھی تھے' ذاکر بھی تھے

ختم نبوة

مفتی بھی تھے محدث بھی تھے لیکن پھر بھی شریعت مطالبہ کررہی ہے کہ تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک مندرجہ بالا ارشادات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال نہ لوگے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ یہ صحابہ کی مقدس جماعت جن میں اتباع رسول نہ صرف موجود بلکہ معیاری تھا بلکہ یہ نظر بھی آتا تھا' صحابہ نماز پڑھ رہے' پرندے ان کے سروں پر بیٹھے ہیں' ان کو تیر لگے' وہ تیر جسم سے نکالا نہیں' نماز میں کھڑے ہوئے' تیر جسم سے اس طرح باہر آگیا جس طرح مکھن سے بال' اس سے بڑھ کر اطاعت کی مثال کیا ہوسکتی ہے؟ اصحابہ صفہ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے قرآن وحدیث پڑھ رہے تھے' پڑھانے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ مفتی بھی بن رہے تھے' محدث بھی بن رہے تھے' حاجی' نمازی' تبلیغی بھی بن رہے تھے' لیکن اس کے باوجود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا جب تک محبت کا وہ معیار اپنی زندگیوں میں پیدا نہ کروگے جس کا مطالبہ میں محمد تم سے کررہا ہوں' بات واضح ہے کہ علماً نے اگرچہ اس حدیث میں کامل کی قید لگائی ہے جو بظاہر حدیث میں نظر نہیں آئی اس کے باوجود یہ مطالبہ تو ہر حال میں باقی رہے گا کہ تم کامل مومن نہیں ہوسکتے' اگرچہ مولوی ہو' پیر ہو' تبلیغی ہو' مفتی ہو' محدث ہو' ڈاکٹر ہو' جنرل کرنل ہو' وزیر ہو' صدر ہو' غرضیکہ تم بحیثیت مسلمان جس سیٹ پر ہو اور اسلام میں جس دعویٰ پر قائم ہو' شریعت کا مطالبہ بدستور رہے گا کہ تم کامل مومن نہیں ہوسکتے' جب تک اپنے دلوں میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ جذبہ پیدا نہیں کروگے جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطالبہ فرمارہے ہیں۔ اب جب ہم نے لفظ محبت اور صحابہ کرامؓ کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا بغور جائزہ لیا اور تحقیق کی تو اصولاً ایک بات سامنے آئی کہ ایمان کی تکمیل کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضورؐ سے محبت ترجیحی بنیادوں پر ہو اور وہ ایک مستقل عنوان کی حیثیت سے نظر بھی آئے جیسے صحابہ کرامؓ نے اس کا مظاہرہ اپنی زندگیوں میں بار بار دکھایا اور دیکھا گیا اور اس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا' جس پر تاریخ کے صفحات گواہ ہیں۔

آپ توجہ فرمائیں کہ "لایومن احد کم" پر صحابہ کرامؓ نے کس طرح ترجیحی بنیادوں پر عمل کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا مظاہرہ کیا؟ اور ہم پچانوے فیصد لوگ قادیانیوں سے تعلقات رکھ کر ان کو کفر پر قائم رکھنے کا سبب بن رہے ہیں۔ یقین کریں! ہمارے ۲۵ فیصد بھی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ترجیحی بنیادوں پر محبت کا عملی مظاہرہ کرتے اور قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرتے اور قادیانی محسوس کرتے کہ محمد عربی کے غلام قرآن پر عمل کرتے ہوئے "ولیجدوا فیکم" کی ڈوز استعمال کرتے تو قادیانی اپنے آپ کب کے ختم ہوچکے ہوتے' کاش! کہ خطباً مہینہ میں صرف ایک جمعہ میں دس منٹ قادیانیت کا کچا چٹھہ بیان کرکے نئی نسل کو آگاہ کرتے تو سینکڑوں مسلمان ان کے دام ارتداد سے محفوظ رہتے' اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم حقوق مصطفیٰ ادا کرنے میں غفلت کا شکار ہوگئے اور ہم میں سے ہر مفتی' خطیب' محدث نے اپنی طرز خاص ہی کو معیار بنالیا ہے کہ یہی دین ہے۔

ایک خطیب مہینے میں چار خطبے دیتا ہے' میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ کم از کم ۸۵ فیصد خطیب ایسے ہیں کہ وہ سال میں ایک دفعہ بھی اپنی مسجد میں مسلمانوں کو قادیانیوں کے مکروہ عزائم اور گندے عقائد سے آگاہ نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خطباً جن مدارس میں تعلیم حاصل کرکے فراغت حاصل کرتے ہیں' وہاں دورۂ حدیث کے پورے سال میں محدث صاحب قادیانیت' مرزائیت' اس کے مالہٗ وماعلیہ کے حوالہ سے گفتگو ضمناً بھی نہیں فرماتے اور نہ ہی اس کی اہمیت کو ترجیحی بنیادوں پر بیان کرتے ہیں جس کا مطالبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے آخری مسلمان سے کیا ہے۔ ہمارے محدث اور علماً شاید اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ قادیانی تاریخ انسانی کے سب سے بڑا گستاخ رسول اور بدترین کافر ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ختم نبوت" میں ایک صد قرآنی آیات اور دو صد احادیث نبویؐ کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور کوئی قادیانی / مرزائی' خبیث النفس جب یہ بکتا ہے کہ ہم تو مرزا کو ظلی اور بروزی نبی مانتے ہیں' توان کے اس عمل سے ہر منصف مزاج انسان یہ نتیجہ اخذ کرنے میں تامل نہیں کرے گا کہ مرزائیوں کا یہ طریقہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح طور پر جھٹلانا اور قرآن وسنت کا صریح انکار ہے۔ ایسی گستاخی کسی بھی زمانے میں کسی بھی کافر نے کسی بھی نبی کی نہیں کی ہے' جس قدر قادیانی مرزائی نے اللہ اور رسول پاکؐ کی کی ہے' لیکن صد افسوس! ان بے حس اور بے حمیت مسلمانوں پر کہ اپنے نبی سے اپنی نسبت رکھتے ہوئے بھی قادیانیوں سے تعلقات باقی ہیں' جب مسلمان خود ہی سب سے بڑے گستاخان رسول قادیانیوں سے میل جول' بول چال رکھے گا اور ان کی اخلاقی چالبازیوں کو سامنے رکھ کر ان سے بول چال کی گنجائش نکالے گا تو میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ وہ مومن کامل تو کیا نفس مومن بھی نہیں ہے کہ اس کو اپنے پیغمبر کی توہین کرنے والوں سے اس قدر بھی بغض نہیں ہے جس قدر کوئی اس کا ذاتی نقصان کرے اور یہ اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرتا۔

ختم نبوة

ایمان اور اخلاص نیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''انما الاعمال بالنیات

وانما لکل امرء مانوی.''

ترجمہ: ''بلاشبہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے' اور ہر آدمی کے لئے وہی ہے' جس کی وہ نیت کرے۔''

یہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے' جس میں فرماتے ہیں کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور یہ اس لئے فرمایا کہ نیت کو بڑا دخل ہے اور نیت میں بڑی برکت ہے' آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اعمال تو ہوتے ہیں' مگر ہماری نیت خالص نہیں ہوتی' ریا و نمود کی آمیزش ہو جاتی ہے' جس کی وجہ سے سب اعمال بے کار اور محنت ضائع ہو جاتی ہے' اور من جملہ اعمال کے ایک بڑا عمل اللہ کے دین کی دعوت اور تبلیغ بھی ہے' اس میں بھی نیت کی ضرورت ہے' لہٰذا اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری دعوت اللہ کے لئے ہو جائے اور دل کے اندر تڑپ ہو' ذوق و شوق اور محبت ہو اور اس بات کا داعیہ پیدا ہو جائے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف متوجہ کر دیا جائے' اخلاص سے دعوت دینا بڑا مشکل کام ہے' اس کو وہی انجام دے سکتا ہے جو مؤید من اللہ ہو' اللہ ہی کی توفیق و تائید سے یہ آسان ہو سکتا ہے' جس طرح ایک شفیق طبیب' مریض پر مہربان ہوتا ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ اس کو شفا ہو جائے اور یہ تندرست ہو جائے' تو اس کے لئے نسخہ تجویز کرتا ہے' دوائیں دیتا ہے' پرہیز بتلاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہے' چنانچہ پہلے زمانہ کے اطبا ایسے شفیق ہوتے تھے کہ سب تدبیریں بتلا کر رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے

مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی

تھے کہ یا اللہ! اس مریض کو شفا ہو جائے' تو جب طبیب جسمانی اپنے مریضوں پر اس قدر شفیق ہوتا ہے' پھر انبیاء علیہم السلام' جو طبیب روحانی ہیں' ان کی شفقت کا کیا کہنا؟ وہ تو سراپا شفقت ہوتے ہیں' چنانچہ انہوں نے دنیا جہان والوں کو اللہ کی طرف بلایا' پتھر وہ کھاتے تھے' لعن طعن وہ برداشت کرتے تھے' کانٹے ان کی راہ میں بچھائے جاتے تھے' ان کو طرح طرح سے ستایا جاتا تھا اور بڑی بڑی مصیبتیں ان کو پہنچائی جاتی تھیں' مگر وہ مخلوق پر ایسے شفیق تھے کہ پتھر کھا کر دعا کرتے تھے' تکلیفیں برداشت کرتے تھے' ان کی نظر اللہ ہی پر تھی' وہ اللہ ہی کے لئے بولتے تھے' اس لئے ان کی نیت کا اثر لوگوں پر بھی پڑتا تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے بڑھ کر شفقت فرمانے والے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مخلوق پر کوئی شفیق نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بندہ جہنم میں جائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلی مقصد یہ تھا کہ سارے جہاں کے لوگ ایمان لائیں اور جہنم سے بچ جائیں' مگر اللہ کی مشیت کا فیصلہ کچھ اور ہے' اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بھی بنایا ہے اور اس میں بھی لوگوں کو جانا ہے' اور اس کی حکمت کو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں' نبی کا کام دعوت دینا اور تبلیغ کرنا ہے اور اللہ کے احکام بندوں تک پہنچا دینا ہے' رہی ہدایت' تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ قوم ان کو پریشان کرتی اور ستاتی تھی حتیٰ کہ ''ساحر' کاہن اور مجنوں'' کا خطاب دیتی تھی مگر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے حق میں بددعا فرماتے' نہ کوئی کلمہ کہتے

بلکہ خود اللہ تعالیٰ ہی ان کی تسلی کے لئے فرماتے ہیں:

''آپ سے پہلے کوئی رسول ایسا نہیں آیا' جس کو لوگوں نے ساحر اور مجنوں نہ کہا ہو۔''

اور فرماتے ہیں:

''آپ صبر کیجئے جیسا کہ اولوالعزم پیغمبروں نے کیا۔''

نیز ایک جگہ فرماتے ہیں:

''جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں' اس پر صبر کیجئے اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جایئے۔''

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پتھر کھا کر' لعن طعن سن کر ان کے ظلم کا بدلہ نیکی سے دیتے رہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور مقدس قلب کی وہ حالت تھی جس کو کوئی سمجھ نہیں سکتا' نبی کا حال بھلا امتی کیا سمجھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سراپا شفقت و رحمت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش اور تمنا یہ تھی کہ اللہ کے بندے ایمان لائیں' جنت میں جائیں' جہنم سے بچ جائیں' اللہ کو راضی کریں اور زندگی کا مقصد حاصل کریں۔

تقریر کرنا بہت آسان ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ محض اللہ کے لئے بولنا اور اس طور پر بولنا کہ اس سے کوئی دوسرا مقصد نہ ہو' نہ مال کا طالب ہو' نہ جاہ کا طالب ہو' نہ دولت کا طالب ہو' بس وہ صرف یہ چاہتا ہو کہ اللہ کے لئے اللہ کے دین کی دعوت دے تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے' یہ بہت مشکل کام ہے' یہ منصب نبوت اور کار نیابت ہے' اس کے لئے تو وہی طریقہ اختیار کرنا ہوگا' جس کو انبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا اور ان کا طریقہ یہی ہے کہ وہ نہ مال کے طالب ہوتے' نہ جاہ کے طالب ہوتے بلکہ ان کو صرف اللہ کو راضی کرنے کی فکر ہوتی ہے اور ان کی توجہ ہر وقت صرف اس طرف رہتی ہے کہ اللہ کے بندے کسی طرح ہدایت پائیں' وہ دل سے دعا بھی کرتے ہیں اور اللہ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ کی باتوں کو پہنچاتے ہیں' اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جو دعوت کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے' وہ یہ ہے:

''آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے (کہ جس میں شدت وخشونت نہ ہو) بحث کیجئے۔''

انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کی نیابت میں جو لوگ دین کی دعوت دیتے ہیں' وہ بھی یہی کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں' اس کی کتاب پڑھ کر سناتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے محبوب کی حدیثوں کو سناتے ہیں' اسلامی اور ایمانی زندگی بنانے کی اور من مانی زندگی سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اور اسلام کے معنی کیا ہیں؟ ہم نے کبھی اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی' اسلام کے معنی ہیں: اپنے آپ کو سپرد کر دینا اور حوالے کر دینا' جب ہم نے یہ کلمہ پڑھ لیا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور توحید و رسالت کا اقرار کر لیا تو بہت بڑی بات کا اقرار کیا' یہ کلمہ دیکھنے میں تو ایک بول ہے' مگر سمجھ لیجئے کہ بہت قیمتی اور بڑا وزنی ہے' اگر اس کی حقیقت سمجھنا ہو تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات سے سمجھ لیں' جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد اپنی جان' مال اور اپنی اولاد کو' اپنے عیش و راحت کو' اپنی عزت کو' اپنی ساری چیزوں کو قربان کر دیا' صحابہ کرامؓ یہی کلمہ پڑھتے تھے' جس کی وجہ سے انگاروں پر لٹائے جاتے تھے' سینے پر پتھر رکھا جاتا تھا' کانٹے چبھوئے جاتے تھے' مارے جاتے تھے' ذلیل کئے جاتے تھے' وطن سے نکالے جاتے تھے' مگر وہ ہر حال میں ثابت قدم رہے اور سبحان اللہ! کیسا ان کا پڑھنا تھا' انہوں نے اللہ کی توحید کا اقرار کر لیا تھا' ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کامل ایمان تھا' اس لئے ساری مصیبتوں کو برداشت کرتے تھے اور اس میں وہ اپنی عزت سمجھتے تھے' اور ان سب تکالیف میں ان کو لذت ملتی تھی' درحقیقت اس کلمہ کا مزہ انہیں کو ملتا تھا اور انہیں کو اصلی کیفیت اور حقیقی حلاوت حاصل ہوئی تھی' ہم لوگ بھی کلمہ پڑھتے ہیں' لیکن دیکھ لیں کہ کیا ہماری بھی یہی کیفیت ہے؟ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر آج امتحان لیا جائے تو بہت تھوڑے لوگ اس کلمہ کو سمجھنے والے نکلیں گے' کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان کو کلمہ بھی نہیں آتا' نہ اس کلمہ کی حقیقت جانتے ہیں' نہ اس کی منشا کو سمجھتے ہیں' یہ کلمہ جنت کی کنجی ہے اور یہ کلمہ اتنا وزنی ہے کہ ساتوں طبق زمین اور ساتوں طبق آسمان اس کے مقابلہ میں ہلکے ہیں۔

☆☆............☆☆

ختم نبوة

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ شادی کی اور نہ بودوماند کے لئے گھر بنایا' وہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں خدا کا پیغام سناتے اور دین حق کی دعوت وتبلیغ کا فرض انجام دیتے اور جہاں بھی رات آ پہنچتی' وہیں کسی سروسامان راحت کے بغیر شب بسر کر دیتے تھے اور چونکہ ان کی ذات اقدس سے مخلوق خدا جسمانی و روحانی دونوں طرح کی شفا اور تسکین پاتی تھی' اس لئے جس جانب بھی ان کا گزر ہو جاتا' خلقت کا انبوہ حسن عقیدت کے ساتھ جمع ہو جاتا اور والہانہ محبت کے ساتھ ان پر نثار ہو جانے کو تیار رہتا تھا۔

یہود کو اس دعوت حق کے ساتھ جو بغض وعناد تھا' اس نے اس بڑھتی ہوئی مقبولیت کو انتہائی حسد اور سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھا اور جب ان کے مسخ شدہ قلوب کسی طرح اس کو برداشت نہ کر سکے' تو ان کے سرداروں' فقیہوں' فریسیوں اور صدوقیوں نے (آپ کی) ذات اقدس کے خلاف سازش شروع کی اور طے یہ پایا کہ اس ہستی کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کی بجز اس کے کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ بادشاہ وقت کو مشتعل کر کے اس کو دار پر چڑھا دیا جائے۔

گزشتہ چند صدیوں سے یہود کے ناگفتہ بہ

حالات کی بدولت اس زمانہ میں یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کی حکومت اپنے باپ دادا کے علاقہ میں بمشکل ایک چوتھائی پر قائم تھی اور وہ بھی برائے نام اور اصل حکومت و اقتدار وقت کے بت پرست شہنشاہ قیصر روم کو حاصل تھا اور اس کی نیابت میں پلاطیس یہودیہ کے اکثر علاقہ کا گورنر یا بادشاہ تھا۔

یہود اگرچہ اس بت پرست بادشاہ کی اقدار کو اپنی بدبختی سمجھ کر اس سے متنفر تھے مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف قلوب میں مشتعل حسد کی آگ نے اور صدیوں کی غلامی سے پیدا شدہ پست ذہنیت نے ایسا اندھا کر دیا کہ انجام اور نتیجہ کی فکر سے بے پرواہ

مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

ہو کر پلاطیس کے دربار میں جا پہنچے اور عرض کیا:

''عالی جاہ! یہ شخص نہ صرف ہمارے لئے بلکہ حکومت کے لئے بھی خطرہ بنتا جا رہا ہے' اگر فوراً ہی اس کا استیصال نہ کر دیا گیا تو نہ ہمارا دین ہی صحیح حالت میں باقی رہ سکے گا اور اندیشہ ہے کہ کہیں آپ کے ہاتھ سے حکومت کا اقتدار بھی نہ چلا جائے' اس لئے کہ اس شخص نے عجیب وغریب شعبدے دکھا کر خلقت کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے اور ہر

وقت اس گھات میں لگا ہے کہ عوام کی اس طاقت کے بل پر قیصر اور آپ کو شکست دے کر خود بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے۔ اس شخص نے لوگوں کو صرف دنیوی راہ سے ہی گمراہ نہیں کیا بلکہ اس نے ہمارے دین تک کو بھی بدل ڈالا اور لوگوں کو بددین بنانے میں منہمک ہے' پس اس فتنہ کا انسداد ازبس ضروری ہے تاکہ بڑھتا ہوا یہ فتنہ ابتدائی منزل ہی میں کچل ڈالا جائے۔''

غرض کافی گفت وشنید کے بعد پلاطیس نے ان کو اجازت دے دی کہ وہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کو گرفتار کر لیں اور شاہی دربار میں مجرم کی حیثیت سے پیش کریں' بنی اسرائیل کے سردار' فقیہ اور کاہن یہ فرمان حاصل کر کے بے حد مسرور ہوئے اور فخر و مباہات کے ساتھ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے کہ آخر ہماری سازش کارگر ہوئی اور ہماری تدبیر کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگے کہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ خاص موقعہ کا منتظر رہا جائے اور کسی خلوت اور تنہائی کے موقعہ پر اس طرح اس کو گرفتار کیا جائے کہ عوام میں ہیجان نہ ہونے پائے۔ انجیل یوحنا میں اس واقعہ سے متعلق یہ کہا گیا ہے:

''پس سردار کاہنوں اور فریسیوں

نے صدر عدالت کے لوگوں کو جمع کر کے کہا:

"ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا ہے' اگر ہم اسے یونہی چھوڑ دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور رومی آ کر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے اور ان میں سے کائفا نام ایک شخص نے جو اس سال سردار کاہن تھا' ان سے کہا: تم نہیں جانتے اور نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔"

(باب الفقرات ۴۷ تا ۵۱)

یہ اس مشورہ کا تذکرہ ہے جو بادشاہ کے پاس جانے سے قبل آپس میں ہوا اور یہ خطرہ ظاہر کیا گیا کہ اگر اس ہستی کو یونہی چھوڑ دیا گیا تو بادشاہ وقت (قیصر) کہیں سلطنت کے لئے خطرہ سمجھ کر رہی سہی برائے نام حکومت یہود کا بھی خاتمہ نہ کر دے۔

اور مرقس کی انجیل میں ہے:

"دو دن کے بعد فسح اور عید الفطر ہونے والی تھی اور سردار کاہن اور فقیہ موقع ڈھونڈ رہے تھے کہ اسے کیونکر فریب سے پکڑ کر قتل کریں کیونکہ کہتے تھے کہ عید کو کہیں ایسا نہ ہو کہ بلوہ ہو جائے۔"

(باب ۱۳ الفقرات ۱،۲)

دوسری جانب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے درمیان یہ مکالمہ ہو چکا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہود کے کفر و انکار اور معاندانہ ریشہ دوانیوں کو محسوس کیا تو ایک جگہ اپنے حواریوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے سرداروں اور کاہنوں کی معاندانہ سرگرمیاں تم سے پوشیدہ نہیں ہیں' اب وقت کی نزاکت اور کڑی آزمائش وامتحان کی گھڑی کی قربت تقاضا کرتی ہے کہ میں تم سے سوال کروں کہ تم میں سے وہ کون افراد ہیں جو اس کفر و انکار کے سیلاب کے سامنے سینہ سپر ہو کر خدا کے دین کے ناصر و مددگار بنیں گے؟ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا یہ ارشاد مبارک سن کر سب نے بڑے جوش و خروش اور صداقت ایمانی کے ساتھ جواب دیا:

"ہم ہیں اللہ کے مددگار خدائے واحد کے پرستار' آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم وفا شعار ہیں' اور درگاہ باری میں اپنی اس اطاعت کوشی پر استقامت کے لئے یوں دست بدعا ہیں: اے پروردگار! ہم تیری اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لے آئے اور صدق دل کے ساتھ تیرے پیغمبر کے پیرو ہیں' خدایا! تو ہم کو صداقت وحقانیت کے فداکاروں کی فہرست میں لکھ لے۔"

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے فریضہ دعوت و تبلیغ کے خلاف یہود بنی اسرائیل کی مخالفانہ سرگرمیوں سے متعلق حالات کا یہ حصہ تو اکثر بیشتر ایسا ہے کہ قرآن اور انجیل کے درمیان اصولاً اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اس کے مابعد کے پورے حصہ بیان میں دونوں کی قطعاً جدا جدا راہیں ہیں اور ان کے درمیان اس درجہ تضاد ہے کہ کسی طرح بھی ایک کو دوسری راہ کے قریب نہیں لایا جا سکتا۔ البتہ اس جگہ پہنچ کر یہود و نصاریٰ دونوں کا باہمی اتحاد ہو جاتا ہے اور دونوں کے بیانات واقعہ سے متعلق ایک ہی عقیدہ پیش کرتے ہیں' فرق ہے تو یہ کہ یہود اس واقعہ کو اپنا کارنامہ اور اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں اور نصاریٰ اس کو یہود بنی اسرائیل کی ایک قابل لعنت جدوجہد یقین کرتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ دونوں کا مشترک بیان یہ ہے کہ:

یہود کے سرداروں اور کاہنوں کو یہ اطلاع ملی کہ اس وقت یسوع (علیہ السلام) لوگوں کی بھیڑ سے الگ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک بند مکان میں موجود ہیں' یہ موقع بہترین ہے' اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے' فوراً ہی یہ لوگ موقع پر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے مکان کا محاصرہ کر کے یسوع (علیہ السلام) کو گرفتار کر لیا اور توہین و تذلیل کرتے ہوئے پیلاطیس کے دربار میں لے گئے تاکہ وہ ان کو سولی پر لٹکائے اور اگرچہ پیلاطیس نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو بے قصور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہا مگر بنی اسرائیل کے اشتعال پر مجبوراً سپاہیوں کے حوالہ کر دیا۔ سپاہیوں نے ان کو کانٹوں کا تاج پہنایا' منہ پر تھوکا' کوڑے لگائے اور ہر طرح کی توہین و تذلیل کرنے کے بعد مجرموں کی طرح سولی پر لٹکا دیا اور دونوں ہاتھوں میں میخیں ٹھونک دیں' سینہ کو برچھی کی انی سے چھید دیا اور اس کسمپرسی کی حالت میں انہوں نے یہ کہتے ہوئے جان دیدی: "ایلی! ایلی! لماسبقتنی۔" انجیل متی میں اس واقعہ کی تفصیلات کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

"سردار کاہن نے اس سے کہا: میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے' یسوع نے اس سے کہا: تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھو گے' اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے' اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے'

ختم نبوۃ

تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا: وہ قتل کے لائق ہے' اس پر انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا اور اس کے مکے مارے اور بعض نے طمانچے مار کے کہا: اے مسیح! ہمیں نبوت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا......... جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اسے مار ڈالیں اور اسے باندھ کر لے گئے اور پیلاطیس حاکم کے حوالہ کیا......... اور حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں (بنی اسرائیل) کی خاطر ایک قیدی' جسے وہ چاہتے تھے' چھوڑ دیتا تھا' اس وقت برابا نام ان کا ایک مشہور قیدی تھا' پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلاطیس نے ان سے کہا: تم کسے چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ برابا کو یا یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے؟......... وہ بولے: برابا کو' پیلاطیس نے ان سے کہا: پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے' کیا کروں؟ سب نے کہا: اس کو صلیب دی جائے' اس نے کہا کہ کیوں؟ اس نے کیا برائی کی ہے؟ مگر وہ اور بھی چلا چلا کر بولے کہ اس کو صلیب دی جائے' جب پیلاطیس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا' الٹا بلوہ ہوتا جاتا ہے' تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا: ''میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں' تم جانو۔'' سب لوگوں نے جواب دے کر کہا کہ: ''اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔'' اس پر اس نے برابا کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالے کیا تاکہ صلیب دی جائے۔ اس پر حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لے جا کر ساری پلٹن اس کے گرد جمع کی اور اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور ایک سرکنڈا اس کے داہنے ہاتھ میں دیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک اسے ٹھٹھوں میں اڑانے لگے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ! آداب' اور اس پر تھوکا اور وہی سرکنڈا لے کر اس کے سر پر مارنے لگے اور جب اس کا ٹھٹھا کر چکے تو چوغے کو اس پر سے اتار کر پھر اس کے کپڑے اسے پہنائے اور صلیب دینے کو لے گئے۔ اس وقت اس کے ساتھ دو ڈاکو صلیب پر چڑھائے گئے' ایک داہنے اور ایک بائیں اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس کو لعن طعن کرتے اور کہتے تھے: اے مقدس کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے! اپنے تئیں بچا' اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ' اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مل کے ٹھٹھے کے ساتھ کہتے تھے: اس نے اوروں کو بچایا' اپنے تئیں نہیں بچا سکتا...... اور دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا: ''ایلی! ایلی! لما سبقتنی'' (اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا) جو وہاں کھڑے تھے ان میں سے بعض نے سن کر کہا' یہ ایلیا کو پکارتا ہے......... یسوع پھر بڑی آواز سے چلایا اور جان دے دی۔''

(باب ۲۶ فقرات ۵۷ تا ۷۵)

تفصیلات میں کم و بیش فرق کے ساتھ یہی مفروضہ داستان باقی تینوں انجیلوں میں بھی مذکور ہے۔ چاروں انجیلوں کی اس متفقہ مگر مفروضہ داستان کو مطالعہ کرنے کے بعد طبیعت پر قدرتی اثر یہ پڑتا ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کی موت انتہائی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں دردناک طریقہ سے ہوئی اور اگرچہ خدا کے پاک اور مقدس بندوں کے لئے یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی بلکہ مقربین بارگاہ صمدی کے لئے اس قسم کی کڑی آزمائشوں کا مظاہرہ اکثر ہوتا رہا ہے لیکن اس واقعہ کا یہ پہلو اس کے مفروضہ اور گھڑے ہوئے ہونے پر روز روشن کی طرح شاہد ہے کہ حضرت یسوع نے ایک اولوالعزم پیغمبر بلکہ مرد صالح کی طرح اس واقعہ کو صبر و رضا الٰہی کے ساتھ انگیز (قبول) نہیں کیا بلکہ ایک انتہائی مایوس انسان کی طرح خدا سے شکوہ کرتے کرتے جان دے دی ''ایلی! ایلی! لما سبقتنی'' کہتے ہوئے جان دے دینا مایوسی اور شکوہ کی وہ صورت حال ہے جو کسی طرح بھی حضرت مسیح (علیہ السلام) کے شایان شان نہیں کہی جاسکتی' پھر اس واقعہ کا یہ پہلو بھی کم حیرت زا نہیں ہے کہ بقول انجیل کے یسوع مسیح نے اس حادثہ سے قبل تین مرتبہ خدائے تعالیٰ سے یہ درخواست کی ''اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ (موت کا) پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔'' اور جب یہ درخواست کسی طرح قبول نہ ہوئی تو مایوس ہو کر یہ کہنا پڑا: ''اگر یہ میرے پیے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔''

باعث حیرت یہ بات ہے کہ جب ''عقیدہ

ختم نبوة

کفارہ“ کے مطابق حضرت مسیح کا یہ معاملہ خدا اور اس کے بیٹے (العیاذ باللہ) کے درمیان طے شدہ تھا‘ تو پھر اس درخواست کے کیا معنی؟ اور اگر لوازم بشریت کی بنا پر تھا تو خدا کی مرضی معلوم ہوجانے اور اس پر قناعت کرلینے کے بعد پھر یہ بے صبر اور مایوس انسانوں کی طرح جان دینے کا کیا سبب؟

یہود کی گھڑی ہوئی اس داستان کو چونکہ نصاریٰ نے قبول کرلیا‘ تو یہود ازراہ فخر و غرور اس پر بے حد مسرور ہیں اور کہتے ہیں کہ مسیح ناصری اگر ”مسیح موعود“ ہوتا تو خدائے تعالیٰ اس بے بسی اور بے کسی کے ساتھ اس کو ہمارے ہاتھ میں نہ دیتا کہ وہ مرتے وقت تک خدا سے شکوہ کرتا رہا کہ اس کو بچائے مگر خدا نے اس کی کوئی مدد نہ کی حالانکہ ہمارے باپ دادا اس وقت بھی کافی اشتعال دیتے رہے کہ اگر تو حقیقتاً خدا کا بیٹا اور ”مسیح موعود“ ہے تو کیوں تجھ کو خدا نے ہمارے ہاتھوں اس ذلت سے نہ بچالیا؟

واقعہ یہ ہے کہ نصاریٰ کے پاس چونکہ اس چبھتے ہوئے الزام کا کوئی جواب نہیں تھا اور واقعہ کی ان تفصیلات کو مان لینے کے بعد ”عقیدۂ کفارہ“ کی کوئی قیمت باقی نہیں رہ جاتی تھی‘ تب انہوں نے واقعہ کی ان تفصیلات کے بعد ایک پارۂ بیان کا اور اضافہ کیا۔ یوحنا کی انجیل میں ہے:

”لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مرچکا ہے‘ تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا..........

ان باتوں کے بعد ارمتیہ کے رہنے والے یوسف نے‘ جو یسوع کا شاگرد تھا‘ یہودیوں کے خوف سے خفیہ طور پر پیلاطیس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے‘ پیلاطیس نے اجازت دے دی‘ پس وہ آکر اس کی لاش لے گیا اور نیکدیمس بھی آیا‘ جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا اور پچاس سیر کے قریب مر اور عود ملا ہوا لایا‘ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا‘ جس طرح یہودیوں میں دفن کرنے کا دستور ہے اور جس جگہ اسے صلیب دی گئی‘ وہاں ایک باغ تھا اور اس باغ میں ایک نئی قبر تھی‘ جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا‘ پس انہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھ دیا۔ ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا‘ قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا‘ پس وہ شمعون پطرس اور اس کے دوسرے شاگرد کے پاس‘ جسے یسوع عزیز رکھتا تھا‘ دوڑی ہوئی گئی اور ان سے کہا کہ خداوند کو قبر سے نکال لے گئے اور ہمیں معلوم نہیں کہ اسے کہاں رکھ دیا..........

لیکن مریم باہر قبر کے پاس کھڑی روتی رہی اور جب روتے روتے قبر کی طرف جھک کے اندر نظر کی تو دو فرشتوں کو سپید پوشاک پہنے ہوئے ایک کو سرہانے اور دوسرے کو پائنتی بیٹھے دیکھا‘ جہاں یسوع کی لاش پڑی تھی‘ انہوں نے اس سے کہا: اے عورت! تو کیوں روتی ہے؟ اس نے ان سے کہا: اس لئے کہ میرے خداوند کو اٹھالے گئے اور معلوم نہیں کہ اسے کہاں رکھا؟ یہ کہہ کر وہ پیچھے پھری اور یسوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے۔

یسوع نے اس سے کہا: مریم! وہ پھر کر اس سے عبرانی زبان میں بولی: ”ربونی“ یعنی اے استاذ! یسوع نے اس سے کہا: مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا‘ لیکن میرے بھائیوں کے پاس جاکر ان سے کہو کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں‘ مریم مگدلینی نے آکر شاگردوں کو خبر دی کہ میں نے خداوند کو دیکھا اور اس نے مجھ سے یہ باتیں کیں۔ پھر اسی دن جو ہفتہ کا پہلا دن تھا‘ شام کے وقت جب وہاں کے دروازے جہاں شاگرد تھے‘ یہودیوں کے ڈر سے بند تھے‘ یسوع آکر بیچ میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا کہ تمہاری سلامتی ہو اور یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ اور پسلی انہیں دکھائی‘ پس شاگرد خداوند کو دیکھ کر خوش ہوئے‘ یسوع نے پھر ان سے کہا کہ تمہاری سلامتی ہو‘ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے‘ اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں اور یہ کہہ کر ان کو پھونکا اور ان سے کہا: ”روح القدس“ لو۔“ (انجیل یوحنا باب ۱۹ فقرات ۳۲‘۳۳‘۳۴ و فقرات ۴۲‘۳۸ و باب ۲۰ فقرات ۱ تا ۲۲)

ہر ایک شخص معمولی غور و فکر کے بعد بہ سہولت سمجھ سکتا ہے کہ یہ پارۂ بیان پہلے حصہ بیان کے ساتھ غیر مربوط اور قطعاً بے جوڑ ہے بلکہ یہ اندازہ لگانا ہی

ختم نبوۃ

مشکل ہوجاتا ہے کہ یہ دونوں تفصیلات ایک ہی شخصیت سے وابستہ ہیں کیونکہ پہلا پارۂ بیان ایک ایسی شخصیت کا مرقع ہے' جو بے بس و بے کس مایوس اور خدا سے شاکی نظر آتی ہے اور دوسرا حصہ بیان ایسی ہستی کا رخ روشن پیش کرتی ہے' جو خدائی صفات سے متصف' ذاتِ باری کی مقرب اور پیش آمدہ واقعات سے مطمئن و مسرور ہے بلکہ ان کے وقوع کی متمنی اور ان کو اپنے ادائے فرض کا اہم جزو سمجھتی ہے۔

"ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا"

بہر حال حقیقت چونکہ دوسری تھی اور ایک عرصہ دراز کے بعد "عقیدۂ کفارہ" کی بدعت نے نصاریٰ کو اس کے خلاف اس گھڑے ہوئے افسانہ کی تصنیف پر مجبور کر دیا' اس لئے قرآن عزیز نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) سے متعلق دوسرے گوشوں کی طرح اس گوشہ سے بھی جہالت و تاریکی کا پردہ ہٹا کر حقیقت حال کے رخ روشن کو جلوہ آرا کرنا ضروری سمجھا اور اس نے اپنا وہ فرض انجام دیا' جس کو مذاہب عالم کی تاریخ میں قرآن کی دعوت تجدید و اصلاح کہا جاتا ہے۔

اس نے بتایا کہ جس زمانہ میں بنی اسرائیل پیغمبر حق اور رسول خدا (عیسیٰ بن مریم) کے خلاف خفیہ تدبیروں اور سازشوں میں مصروف اور ان پر نازاں تھے اسی زمانہ میں خدائے برتر کے قانون قضاء و قدر نے یہ فیصلہ نافذ کر دیا کہ کوئی طاقت اور مخالف قوت عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) پر قابو نہیں پا سکتی اور ہماری محکم تدبیر اس کو دشمنوں کے ہر "مکر" سے محفوظ رکھے گی اور نتیجہ یہ نکلا کہ جب بنی اسرائیل نے ان پر نرغہ کیا تو ان کو پیغمبر خدا پر کسی طرح دسترس حاصل نہ ہو سکی اور ان کو بحفاظت تمام (زندہ آسمان پر) اٹھا لیا گیا اور جب بنی اسرائیل مکان میں گھسے تو صورت حال ان پر مشتبہ ہو گئی اور وہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ اپنے مقصد میں ناکام رہے اور اس طرح خدا نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا جو عیسیٰ بن مریم کی حفاظت کے لئے کیا گیا تھا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے یہ محسوس فرمایا کہ اب بنی اسرائیل کے کفر و انکار کی سرگرمیاں اس درجہ بڑھ گئی ہیں کہ وہ میری توہین و تذلیل بلکہ قتل کے لئے سرگرم سازش ہیں تو انہوں نے خاص طور سے ایک مکان میں اپنے حواریوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے صورت حال کا نقشہ پیش فرما کر ارشاد فرمایا: امتحان کی گھڑی سر پر ہے' کڑی آزمائش کا وقت ہے' حق کو مٹانے کی سازشیں پورے شباب پر ہیں' اب میں تمہارے درمیان زیادہ نہیں رہوں گا' اس لئے میرے بعد دین حق پر استقامت' اس کی نشر و اشاعت اور یاری و نصرت کا معاملہ صرف تمہارے ساتھ وابستہ ہو جانے والا ہے' اس لئے مجھے بتاؤ کہ خدا کی راہ میں سچا مددگار کون کون ہے؟ حواریوں نے یہ کلام حق سن کر کہا: "ہم سب ہی خدا کے دین کے مددگار ہیں' ہم سچے دل سے خدا پر ایمان لائے ہیں اور اپنی صداقت ایمانی کا آپ ہی کو گواہ بناتے ہیں" اور یہ کہنے کے بعد انسانی کمزوریوں کے پیش نظر اپنے دعویٰ پر ہی بات ختم نہیں کر دی بلکہ درگاہ الٰہی میں دست بدعا ہو گئے کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں' تو اس پر ہم کو استقامت عطا فرما اور ہم کو اپنے دین کے مددگاروں کی فہرست میں لکھ لے۔

اس جانب سے مطمئن ہو کر اب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے فریضۂ دعوت و ارشاد کے ساتھ ساتھ منتظر رہے کہ دیکھئے معاندین کی سرگرمیاں کیا رخ اختیار کرتی ہیں؟ اور خدائے برحق کا فیصلہ کیا صادر ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں قرآن عزیز کے ذریعہ یہود و نصاریٰ کے ظنون و اوہام فاسدہ کے خلاف "علم و یقین کی روشنی" بخشتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ جس وقت معاندین اپنی خفیہ تدبیروں میں سرگرم عمل تھے اسی وقت ہم نے بھی اپنی قدرت کاملہ کی مخفی تدبیر کے ذریعہ یہ فیصلہ کر لیا کہ عیسیٰ بن مریم کے متعلق معاندین حق کی تدبیر کا کوئی گوشہ بھی کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی پوشیدہ تدابیر کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہیں جا سکے گی' اس لئے کہ اس کی تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر ہو ہی نہیں سکتی:

"ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین." (سورۂ آل عمران)

ترجمہ: "اور انہوں نے (یعنی یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے (یہود کے مکر کے خلاف) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کا مالک ہے۔"

لغتِ عرب میں "مکر" کے معنی خفیہ تدبیر (اور دھوکا کرنے کے) ہیں اور علم معانی کے قاعدہ "مشاکلہ" کے مطابق جب کوئی شخص کسی کے جواب یا دفاع میں خفیہ تدبیر کرتا ہے تو خواہ وہ اخلاق اور مذہب کی نگاہ میں کتنی ہی عمدہ تدبیر کیوں نہ ہو' اس کو بھی "مکر" ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے' جیسا کہ ہر ایک زبان کے محاورہ میں بولا جاتا ہے: "برائی کا بدلہ برائی ہے" حالانکہ ہر شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ برائی کرنے والے کے جواب میں اسی قدر مقابلہ کا جواب دینا اخلاق اور مذہب دونوں کی نگاہ میں "برائی" نہیں ہے' تاہم تعبیر میں دونوں کو ہمشکل ظاہر کر دیا جاتا ہے اور اسی کو "مشاکلہ" کہتے ہیں اور یہ فصاحت و بلاغت کا اہم جزو سمجھا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

ختم نبوت کانفرنس ملتان......خصوصی رپورٹ

رپورٹ: مفتی محمد جمیل خان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۴/ اپریل بروز جمعہ امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوئی' جس سے ممتاز علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین مولانا فضل الرحمٰن' علامہ شاہ احمد نورانی' مولانا عبدالغفور حیدری' سینیٹر حافظ حسین احمد' مولانا عبدالستار تونسوی اور دیگر علمائے کرام مولانا سید عبدالمجید ندیم نے کہا کہ قادیانی گروہ استعماری قوتوں کے ساتھ مل کر ہمیشہ مسلمانوں کی تباہی کے درپے رہا ہے۔ اٹھارویں صدی میں جب برطانیہ نے بغداد پر قبضہ کیا تو قادیانیوں نے پوری دنیا میں چراغاں کیا تھا اور بغداد کا پہلا گورنر میجر حبیب اللہ شاہ مقرر ہوا تھا جو قادیانی تھا۔ سقوط مشرق پاکستان میں قادیانیوں کا کردار کسی سے مخفی نہیں اور اس وقت بھی تل ابیب سے قادیانی جماعتوں کے لوگ عراق کو تباہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ پاکستان کے خلاف اب تک جتنی سازشیں ہوئیں' قادیانیوں کا اس میں اہم کردار رہا۔ پاکستان کے ایٹمی راز پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے امریکہ کو دیے اس لئے اگر حکمرانوں نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو محسوس کر کے اس پر قدغن نہ لگائی تو پاکستان تباہی سے دوچار ہوگا۔ متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا مسئلہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے قادیانی گروہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے سازشوں میں مصروف ہے۔ علماً کرام نے ہر دور میں حکمرانوں کو قادیانیوں کی سازشوں سے آگاہ کیا' مگر حکمرانوں نے قادیانیوں کی پشت پناہی کی' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آستین کے سانپ کی طرح قادیانیوں نے پہلے ان کو ڈسا اور پھر ملک کو نقصان پہنچایا۔ اب بھی حکمرانوں نے کلیدی آسامیوں سے ان کو الگ نہ کیا تو ملک کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ پاکستان کو مصیبت میں دیکھ کر قادیانیوں کے گھروں میں خوشی کے شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ پی آئی اے' سی بی آر اور فوج جیسے اہم اور حساس اداروں میں قادیانیوں کی تقرری کا مطلب ملک کے رازوں کو امریکہ اور برطانیہ کے حوالے کرنا ہے۔

متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا' تمام مکاتب فکر کے علماً کرام نے متحدہ طور پر اس کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت میں مشترکہ طور پر تحریک کے نتیجہ میں قادیانیت غیر مسلم اقلیت قرار پائی اور اس کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خراج تحسین کی مستحق ہے کہ اس کی قیادت میں تمام مکاتب فکر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جمعیت علماً اسلام کے سیکریٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری' سینیٹر حافظ حسین احمد اور مولانا عبدالستار تونسوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے جس نے امت مسلمہ کو ختم کرنے کے لئے کوئی ہتھکنڈا نہیں چھوڑا مگر امت مسلمہ کا ہر فرد قادیانیت کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہے گا۔ کانفرنس سے مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا اللہ وسایا' مولانا عبدالحق مجاہد' مولانا امام الدین' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا خالد محمود' مولانا ہدایت اللہ پسروری' حاجی مطیع الحق درخواستی' قاری کامران احمد' مولانا محمد شریف ہزاروی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مفتی محمد جمیل خان نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں ہزاروں جاں نثاران ختم نبوت نے شرکت کی۔ جاں نثاران ختم نبوت کی کانفرنس کے طے شدہ وقت سے قبل آمد کی وجہ سے کانفرنس کا آغاز مغرب کے بعد ہی کر دیا گیا تھا جبکہ کانفرنس کے آغاز کا طے شدہ وقت بعد نماز عشاء تھا۔ رات تین بجے کانفرنس شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی پرسوز دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

1:...... قادیانی گروہ تقریباً ایک صدی سے استعماری قوتوں کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ سابقہ مشرقی پاکستان

ختم نبوۃ

میں قادیانیوں کی سازشیں کسی سے مخفی نہیں ان سازشوں کا بانی ایم ایم احمد قادیانی تھا' پاکستان کو اکھنڈ بھارت میں شامل کرنے کے لئے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی جماعت کو کام کرنے کا حکم دیا۔ کشمیر کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے کشمیر کو پاکستان میں شامل کرانے سے رکوایا۔ تحریک پاکستان میں انگریزوں کو خط لکھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل نہ کیا جائے۔ (جنگ عظیم کے وقت) برطانیہ کی طرف سے عراق پر قبضہ کے وقت اور سقوط بغداد میں قادیانی انگریزوں کے شانہ بشانہ تھے اور بغداد کا پہلا گورنر مرزا بشیر الدین کے سالے میجر حبیب اللہ شاہ کو بنایا گیا اور حالیہ جنگ میں اسرائیل کے راستے سے قادیانی کمانڈوز مسلمانوں کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ ایسی صورت میں قادیانیوں کو پاکستان کی کلیدی آسامیوں پر باقی رکھنا ملک وملت سے دشمنی کے مترادف ہے۔ اس لئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ قادیانیوں کو فوج اور سول کے کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے اور سی بی آر کے چیئرمین ریاض احمد ملک' وزیر اعلیٰ بلوچستان کے پرنسپل سیکریٹری فہیم اور پنجاب جیل خانہ کے رفاہی امور کے منیجر سمیت تمام قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے علیحدہ کیا جائے۔

۲:...... ۱۹۷۴ء میں آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ قادیانیوں کو شعائر اسلامی استعمال کرنے سے روکا گیا' مگر قادیانی گروہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر اور اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کی شکل دے کر سراسر آئین اور قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ آئین کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے قادیانیوں کو فوری طور پر شعائر اسلام استعمال کرنے' مساجد کی شکل میں عبادت گاہیں قائم کرنے اور کھلے عام نماز جمعہ کے عنوان سے اجتماعات منعقد کرنے سے روکا جائے۔

۳:...... قادیانیوں کا سربراہ مرزا طاہر انگلینڈ میں بیٹھ کر اسلام' پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈے میں مصروف ہے اور علانیہ طور پر پاکستان کی تباہی کے دعویٰ کے ساتھ ساتھ اپنی جماعت کو حکم دیتا ہے کہ وہ پاکستان کی تباہی کے لئے مسلسل بددعائیں کرتے رہیں۔ حکومت پاکستان فوری طور پر مرزا طاہر کے اس مذموم پروپیگنڈے کو رکوانے کے لئے اقدامات کرے اور پاکستان میں قائم مقدمات کے سلسلہ میں مطلوب ہونے کی بناء پر اسے پاکستان لاکر عدالتوں میں پیش کیا جائے۔

۴:...... یہ اجلاس گستاخ رسول کی سزا کے قانون کے سلسلہ میں حکومت کی جانب سے تاخیری حربوں کی مذمت کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ ہوم ڈپارٹمنٹ اس قانون کو غیر موثر کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ لہٰذا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت واضح اعلان کرے کہ ہوم ڈپارٹمنٹ کو حکم نامہ جاری کرے کہ وہ توہین رسالت کے قانون کے سلسلہ میں مقدمہ قائم کرنے کی اجازت دے تاکہ مستقبل میں توہین رسالت کا ارتکاب نہ ہو سکے۔

۵:...... یہ اجلاس حدود آرڈی نینس میں تبدیلی یا ختم کرنے کے سلسلہ میں سفارشات طلب کرنے اور ویمن ڈویژن کی جانب سے اس سلسلے میں سفارشات تیار کرکے دینے کو حدود آرڈی نینس ختم کرنے کی سازش تصور کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کو چھیڑنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ان قوانین کو ختم کرنے یا تبدیل کرنے کا مطلب پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنا ہے۔ اس لئے اگر ایسی کوشش کی گئی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کی بھرپور مزاحمت کرے گی۔

۶:...... یہ اجلاس ملک کے مختلف علاقوں میں امام مہدی یا دعویٰ نبوت کے عنوان سے سر اٹھانے والے فتنوں کو گہری تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے واقعات کا سختی سے سدباب کیا جائے' بصورت دیگر مسلمان ان فتنوں کا قلع قمع کرنے پر مجبور ہوں گے۔

۷:...... یہ اجلاس امریکی حکومت کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے عنوان سے قادیانیوں پر نام نہاد مظالم کی داستان کو خود ساختہ رپورٹ قرار دیتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ یہ رپورٹ اسلامیان پاکستان کے مذہبی معاملات میں کھلی مداخلت کے مترادف ہے' جس کی کسی صورت اجازت نہیں دی جاسکتی۔ امریکہ دوسرے ملکوں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی بجائے افغانستان' کیوبا' عراق اور خود امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والے انسانیت سوز اقدامات کو ختم کرنے پر توجہ دے۔

۸:...... یہ اجلاس متحدہ مجلس عمل صوبہ سرحد کی جانب سے اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے ہونے والی پیش رفت کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بھرپور حمایت کرتے ہوئے حکومت پنجاب' حکومت سندھ اور حکومت بلوچستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی حکومت سرحد کے ان اسلامی اقدامات کو اپنے صوبوں میں نافذ کریں۔

۹:...... یہ اجلاس اسلامیان پاکستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دینی حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانیوں' امریکیوں اور برطانوی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

۱۰:...... یہ اجلاس سید شمس الحسن زیدی (سرکاری افسر محکمہ ڈاک) ساکن لطیف آباد کے امام مہدی ہونے کے دعویٰ کو مسترد کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ شمس الحسن زیدی کو فوری طور پر گرفتار کرکے عدالت میں مقدمہ چلا کر اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔

ختم نبوة

طاعت کی لذت

مسلمان کو دنیا کی طرف جس قدر رغبت اور طلب ہے' یہ نہیں ہونی چاہئے' اس کا مطمح نظر آخرت ہی ہونا چاہئے کیونکہ آخرت کی فراخی کے مقابلے میں دنیا کی فراخی اور آخرت کے عذاب کے مقابلے میں دنیا میں عذاب کچھ بھی نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص کو جو کہ عمر بھر نعمت میں رہا ہوگا' دوزخ میں ایک غوطہ دے کر کہیں گے کہ کیا تم نے کبھی کوئی نعمت وآرام دیکھا ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا' اور ایک شخص کو جو کہ عمر بھر تکلیف میں رہا ہوگا' جنت میں داخل کر کے پوچھا جائے گا کہ تم کو کبھی تکلیف ہوئی ہے؟ تو وہ کہے گا کہ کبھی نہیں۔ توضیح کے لئے اس کو ایک مثال میں پیش کرتا ہوں' فرض کیجئے کہ ایک شخص نے حالت خواب میں یہ دیکھا کہ مجھے خوب پیٹا جا رہا ہے اور مجھے چاروں طرف سے سانپ بچھو ڈس رہے ہیں' لیکن بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ تخت شاہی پر آرام کرتا ہے' کوئی مورچھل جھل رہا ہے' کوئی عطر لا رہا ہے' کوئی پان لا رہا ہے' چاروں طرف لوگ دست بستہ کھڑے ہیں تو کیا اس کے دل پر اس خواب کا کوئی اثر باقی رہے گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ اگر وہ خواب از خود یاد بھی آوے گا تو طبیعت اس کو بھلا دے گی' اور اس کے برعکس ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ میں تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں اور تمام لوگ میرے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں' لوگ اپنی حاجتیں میرے سامنے پیش کرتے ہیں اور میں ان کو پورا کرتا ہوں وغیرہ وغیرہ لیکن آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ ایک شخص سر پر جوتیاں مار رہا ہے اور بہت سے سانپ بدن کو لپٹے ہوئے ہیں اور ایک کتا منہ میں موت رہا ہے' کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ بیداری کی اس مصیبت کے بعد بھی خواب کی کسی قسم کی مسرت اس کے دل پر رہ سکتی ہے؟ کبھی نہیں' پس دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں' بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہ خواب کی مثال بیداری

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی

کے مقابلے میں کسی نے خوب کہا ہے:

حال دنیا را پرسیدم من از فرزانہ
گفت یا خواب ست یا باد یست یا افسانہ
باز گفتم حال آنکس گو کہ دل دروے بہ بست
گفت یا غولیست یا دیویست یا دیوانہ

ترجمہ: میں نے ایک عقلمند سے دنیا کی حالت دریافت کی تو اس نے بتلایا کہ یا تو وہ ایک خواب ہے یا ہوا ہے' یا افسانہ ہے' پھر میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو دنیا میں پھنس گیا' تو اس نے کہا کہ وہ کوئی جن ہے' یا دیو ہے' یا کوئی پاگل ہے۔

تو واقعی دنیا کی مثال خواب ہی کی سی ہے' اگر دنیا میں عمر بھر عیش کیا اور مرنے کے ساتھ ہی پکڑا گیا تو وہ عیش کیا کام آئے گا؟ دنیا کی حالت پر مجھے ایک حکایت یاد آئی' ہے تو مہمل سی' لیکن منطبق خوب ہے' ایک شخص کی عادت تھی کہ روزانہ سوتے میں پیشاب کر لیا کرتا تھا اور اس کی بیوی اس کو دھوتی تھی' ایک روز بیوی نے کہا کہ کمبخت میں تو پیشاب دھوتے دھوتے بھی پریشان ہوگئی' آخر تجھ پر یہ کیا شامت سوار ہوتی ہے؟ کہنے لگا کہ میں روزانہ خواب میں یہ دیکھتا ہوں کہ شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ چل تجھے سیر کرا لاؤں' جب میں چلنے پر آمادہ ہوتا ہوں تو کہتا ہے کہ پہلے پیشاب تو کر لو' میں سمجھتا ہوں کہ پیشاب خانہ میں پیشاب کر رہا ہوں' حالانکہ وہ بستر ہوتا ہے' بیوی نے یہ خواب سن کر کہا کہ ہم لوگ غریب ہیں' شیطان تو جن کا بادشاہ ہے' اس سے کہنا کہ ہم کو کہیں سے کچھ روپیہ لا دے' چنانچہ شوہر نے کہنے کا وعدہ کیا' رات کو جب سویا تو شیطان پھر خواب میں آیا' اس نے شیطان سے کہا کہ یار! ہم خالی خولی نہیں چلتے' کہیں سے کچھ روپیہ دلواؤ' شیطان نے کہا کہ یہ کیا مشکل ہے' تم میرے ساتھ چلو' پھر جس قدر روپیہ کہو گے ملے گا' اس نے ایک بادشاہ کے خزانے کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا اور ایک گٹھڑی میں بہت سارا روپیہ بھر کر اس کے کندھے پر رکھ دیا' اس میں اس قدر بوجھ تھا کہ مارے بوجھ کے اس کا پاخانہ نکل پڑا' جب صبح ہوئی تو بستر پر پاخانہ دھرا ہوا تھا' پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ شیطان نے روپوں کے اس قدر توڑے میرے کندھے پر رکھ دیئے کہ بوجھ کے مارے پاخانہ خطا ہوگیا' وہ کہنے لگی۔ میاں! تم

پیشاب ہی کر لیا کرو‘ ہمیں روپوں کی ضرورت نہیں‘ خدا کے لئے بگاڑ تو نہ کرو۔ تو یہ حکایت ہے تو مہمل سی لیکن اگر غور کیجئے تو یہ ہماری حالت پر بالکل منطبق ہے کہ ہم بھی مثل اس شخص کے اس وقت خواب میں ہیں اور بہت سے درہم و دینار کے توڑے اپنے سروں پر لادے ہوئے ہیں لیکن جس وقت آنکھ کھلے گی جس کو موت کہتے ہیں‘ اس وقت معلوم ہوگا کہ وہ سب خیال تھا وبس اور اس وقت ہم اپنے گناہوں کی نجاست میں لت پت ہوں گے‘ نہ روپیہ پیسہ ہمارے پاس ہوگا‘ نہ کوئی یار و مددگار ہوگا‘ بالکل جریدہ و تنہا ہوں گے چنانچہ فرماتے ہیں:

''اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک‘ جیسے ہم نے بنائے تھے پہلی بار اور چھوڑ دیا جو ہم نے اسباب دیا تھا پیٹھ کے پیچھے''۔

اور اگر بالفرض روپیہ ہوتا بھی‘ تب بھی کچھ کام نہ آتا‘ چنانچہ دوسری آیت میں فرماتے ہیں:

''قیامت کے دن اگر دنیا ساری ایک شخص کو مل جائے اور وہ فدیہ میں دینا چاہے‘ تو اس سے قبول نہ کی جائے گی''۔

تو یہاں چند روز عیش کر کے اگر یہ انجام ہوا تو وہ عیش بھی کلفت ہے اور اگر یہاں چند روز تکلیف اٹھا کر ابدالآباد کی نعمت حاصل ہو گئی تو یہ کلفت بھی راحت ہے۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر جب مسلسل تین دن تک فاقہ ہوتا تو بیوی کہتیں کہ حضرت! اب تو صبر نہیں ہو سکتا‘ آپ فرماتے کہ ہمارے لئے جنت میں کھانے تیار ہو رہے ہیں‘ ذرا صبر کرو‘ ان شاء اللہ اب بہت جلد اس نعمت سے مالا مال ہوئے‘ اللہ اکبر! بیوی بھی ایسی شاکر‘ صابر کہ جنت کے ادھار پر رضا مند ہو کر خاموش ہو جاتیں۔ ایک اور بزرگ کا واقعہ ہے کہ ان کو ایک بادشاہ نے لکھا کہ آپ پر بہت تنگی ہے‘ کھانے کی بھی‘ کپڑے کی بھی بہتر ہو کہ آپ میرے پاس چلے آئیں‘ اور یہاں رہیں‘ آپ نے جواب میں ایک قطعہ لکھ کر بھیجا جس کے بعض اشعار یہ ہیں:

خوردن تو مرغ مسمن و مے
بہتر از و نانک جوین ما

ترجمہ: ''موٹے موٹے مرغ اور شراب کھانے پینے سے ہماری جو کی روٹی بہتر ہے''۔

پوشش تو اطلس و دیبا حریر
بخیہ زدہ خرقۂ پشمین ما

ترجمہ: تمہارے لباس اطلسی اور ریشمی کپڑے ہیں اور ہماری پوشاک بخیہ کی ہوئی اونی گدڑی۔

نیک ہمیں ست کہ بس گلند رد
راحت تو محنت دوشین ما

ترجمہ: بہتر یہی ہے کہ تو بس دل میں بات نہ رکھ (اس وجہ سے) کہ تیرا آرام ہمارے کندھے کا بوجھ ہے۔

باش کہ طبل قیامت زنند
آن تو نیک آید و یا این ما

ترجمہ: مہرو طبل قیامت میں جب بجے گا تو اس وقت یا تو تمہارا بھلا ہوگا‘ یا ہمارا۔

واقعی وہاں جا کر نہ یہاں کا عیش رہے گا‘ نہ مصیبت‘ اور آخرت میں تو یہ گزشتہ چیزیں کیا یاد رہتیں؟ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے کہ عمر گزشتہ پیش از خواب نہیں ہے‘ زمانہ گزرتا چلا جاتا ہے کہ جیسے برف کا ٹکڑا کہ پگھلنا شروع ہوا تو ختم ہی ہو کر رہا‘ اسی واسطے حدیث شریف میں ہے کہ جب قیامت کے روز اہل مصیبت کو بڑے بڑے درجے عنایت ہوں گے‘ تو اہل نعمت کہیں گے کہ کاش! دنیا میں ہماری کھالیں مقراض سے کاٹی گئی ہوتیں‘ لیکن آج ہم کو بھی یہ درجے ملتے‘ تو اس حالت پر نظر کر کے دیکھا جائے تو بے تامل یہ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا میں کچھ نہ بھی ملتا تو کچھ بھی حرج نہ تھا۔ تو یہ اعتراض محض لغو ہے کہ یہ جنت کا وعدہ ہے۔

صاحبو! کیا جنت تھوڑی چیز ہے؟ ابھی چونکہ دیکھا نہیں‘ اس واسطے جنت کی کچھ قدر نہیں ہے‘ جب دیکھو گے تو حقیقت کھلے گی‘ اور جنہوں نے ان چیزوں کو دل کی آنکھوں سے آج دیکھ لیا ہے‘ ان کی وہی حالت ہے جو دیکھنے والے کی ہوتی ہے‘ رہا یہ شبہ کہ جب ہوگا تب ہوگا‘ اس وقت تو مصیبت میں ہیں‘ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ کی غلطی ہے‘ اللہ سے تعلق رکھنے والا ابھی مصیبت میں نہیں ہے‘ بات یہ ہے کہ جس چیز کا نام آپ نے مصیبت رکھا ہے‘ وہ مصیبت ہی نہیں ہے‘ تحقیق اس کی یہ ہے کہ جس طرح آرام کی ایک صورت اور ایک حقیقت ہوتی ہے‘ اسی طرح مصیبت کی بھی ایک صورت اور ایک حقیقت ہوتی ہے‘ دیکھو اگر ایک شخص کا محبوب مدت کا بچھڑا ہوا اچانک مل جائے‘ اور اس عاشق کو بہت زور سے اپنی بغل میں دبائے حتیٰ کہ اس کی ہڈیاں بھی ٹوٹنے لگیں‘ تو بظاہر یہ نہایت تکلیف میں ہے لیکن قلب کی یہ حالت ہے کہ جی چاہتا ہے کہ اور دبائے تو اچھا ہے اور اگر محبوب کہے کہ تکلیف ہوتی ہو تو چھوڑ دوں؟ تو جواب میں کہے گا:

اسیرت نخواہد رہائی زبند
شکارت نہ جوید خلاص از کمند

ترجمہ: تیرا قیدی قید سے رہائی نہیں چاہتا' تیرا شکار کمند سے چھٹکارا نہیں حاصل کرنا چاہتا۔

اور اگر وہ کہے کہ اگر تم کو دبانے سے تکلیف ہو تو تم کو چھوڑ کر تمہارے اس رقیب کو اسی طرح دباؤں؟ تو کہے گا:

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ: خدا کرے یہ دشمن کا نصیب نہ ہو کہ وہ تمہاری تلوار سے ہلاک ہو دوستوں کا سر سلامت رہے کہ تو خنجر آزمائی کرتا ہے۔

اور کہے گا:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

حتی کہ اگر اس کا دم بھی نکل جائے تو اس کے لئے عین راحت ہے' حالانکہ بظاہر یہ نہایت ہی تکلیف میں ہے' اگر کسی اجنبی کو جس کو علاقہ محبت معلوم نہ ہو اس کی خبر ہو تو وہ بہت ہی رحم کھائے اور محبوب سے سفارش کرے لیکن عاشق کو یہ رحم اور سفارش بے رحمی اور عداوت نظر آئے گی' کیونکہ جانتا ہے کہ اس سفارش کا اثر یہ ہے کہ محبوب چھوڑ کر ابھی علیحدہ ہوا جاتا ہے' اسی طرح جن لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق ہو گیا ہے' وہ آپ کی اس خیر خواہی کو کہ ہائے اللہ والے بڑی مصیبت میں ہیں' ان کو اس سے نکلنے کی تدبیر بتلائیں' نہایت ناگوار سمجھتے ہیں' میں نے اپنے استاد علیہ الرحمۃ سے ایک حکایت سنی ہے کہ ایک بزرگ چلے جاتے تھے' راستے میں ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر پڑا ہوا ہے' اور تمام بدن زخمی ہو رہا ہے' غور کر کے دیکھا تو انوار اس شخص کو گھیرے ہوئے ہیں' اور اہل اللہ میں سے ہیں' ان کو بہت رحم آیا اور قریب جا کر ادب سے زخموں کی مکھیاں جھلنے لگے' کچھ دیر کے بعد ان کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کون شخص ہے کہ میرے اور محبوب کے درمیان حائل ہو رہا ہے؟ اور فرمایا کہ میری وہ حالت ہے کہ:

خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

ترجمہ: بہترین وقت وہ بہترین زمانہ ہے کہ ایک دوست اپنے دوست سے ملنے جا رہا ہے۔

تو محبوب کا علاقہ ایسی چیز ہے کہ ناگوار بھی گوارا ہوتا ہے' ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ کسی شخص کی محبت کے جرم میں اس کو چابک کی سزا دی جا رہی تھی' ننانوے چابکوں میں تو آہ نہیں کی' لیکن اس کے بعد جو ایک چابک لگا ہے تو اسمیں بہت زور سے آہ کی لوگوں نے سبب پوچھا' کہنے لگا کہ ننانوے چابک تک تو محبوب بھی میرے سامنے کھڑا تھا' مجھے یہ حظ تھا کہ محبوب میری حالت کو دیکھ رہا ہے' اس میں تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور اخیر کے چابک میں وہ جا چکا تھا اس لئے اس کی تکلیف محسوس ہوئی' حق سبحانہ وتعالیٰ اسی کو فرماتے ہیں:

''اور تو ٹھہرا رہ اپنے رب کے حکم تک تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خیال میں بھی یہ خاصیت ہے کہ کلفت مبدل بہ راحت ہو جاتی ہے اور عشاق نے بھی اس کی تمنا کی ہے:

بجرم عشق تو ام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

ترجمہ: تیرے عشق میں لوگ مجھے مار رہے ہیں اور ایک ہنگامہ ہے' تو بھی بر سر بام آ' اس لئے کہ ایک بہترین تماشا ہے۔

یہ جو بر سر بام بلا رہا ہے' محض اسی حظ و راحت کے لئے' تو جب محبت میں یہ خاصہ ہے تو جن کو آپ تکلیف میں سمجھتے ہیں اور ان کے اس حالت کے برداشت پر تعجب کرتے ہیں' اگر ان کو بھی اس تکلیف میں راحت ہوتی ہو تو کیا تعجب ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی نماز میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے کہ ان کے ایک تیر آ کر لگا' لیکن قرآن پڑھنا ترک نہیں کیا' آخر ایک دوسرے صحابی سوتے تھے' جاگنے کے بعد انہوں نے اس حالت کو دیکھا اور بعد سلام ان سے پوچھا' تو فرمانے لگے کہ جی نہ چاہا کہ تلاوت قرآن کو قطع کروں۔ غرض محبت ایسی چیز ہے لیکن چونکہ ہم نے محبت کا مزہ چکھا نہیں' اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ مصیبت میں ہیں' اور واقع میں وہ مصیبت میں نہیں کیونکہ مصیبت نام ہے حقیقت مصیبت کا' نہ کہ صورت مصیبت کا' پس وہ شبہ بھی جاتا رہا کہ اللہ والے مصیبت میں ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نافرمانی کے ساتھ راحت اور عزت نہیں اور اطاعت کے ساتھ تکلیف اور ذلت نہیں۔ پس اگر ہم عزت کے خواہاں ہیں تو اطاعت خداوندی کو اختیار کریں' ہم نے جب سے اس کو چھوڑ دیا ہے' اسی وقت سے ہماری راحت اور عزت بھی جاتی رہی ہے۔

☆☆......☆☆

ختم نبوۃ

صدقہ کی فضیلت

مولانا اشہد رشیدی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کونفلی عبادات کی جانب متوجہ کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں:

''الصدقة تطفي الخطيئة
كما يطفي الماء النار۔''

ترجمہ: ''صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔''

صرف زکوۃ دینے پر اکتفا کرنے کے بجائے نفلی صدقات بھی دیا کرو۔

ایک قابل توجہ امر:

عموماً اہل ثروت اور صاحب نصاب حضرات کسی نہ کسی طرح زکوۃ تو ادا کردیتے ہیں لیکن صدقات نافلہ کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے' بلکہ بعض لوگ صاف طور پر صدقہ دینے سے یہ کہہ کر انکار کردیتے ہیں کہ ہم زکوۃ ادا کرچکے ہیں اور مزید کی گنجائش نہیں ہے' اسی طرح وہ حضرات جو صاحب نصاب نہیں ہوتے' دامن جھاڑ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایک پیسہ بھی راہ خدا میں دینے کے لئے رضامند نہیں ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ بالا روایت میں اس طرح کی سوچ رکھنے والوں کو متنبہ فرماتے ہیں گویا کہ بتقاضائے بشریت یقیناً اللہ کی نافرمانیاں تم سے سرزد ہوئی ہوں گی اور نامۂ اعمال میں گناہ و معاصی لکھے گئے ہوں گے' اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ان کو مٹادیا جائے اور لغزشوں و معاصی کو معاف کردیا جائے' تو صدقات نافلہ کا اہتمام کرو کیونکہ وہ گناہوں کو' خواہ وہ کتنے بھی ہوں' اسی طرح مٹادیتے ہیں جیسے کہ آگ کو پانی مٹاتا اور ٹھنڈا کردیا کرتا ہے۔

صدقات دینے والے کو تین طرح کی غلطیوں سے پرہیز کرنا چاہئے:

صدقہ دینے والا شخص ہرگز ہرگز ضرورت مند محتاج کو تکلیف نہ پہنچائے۔ بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ ضرورت مند محتاج کو دیکھ کر اپنی پیشانی پر بل ڈال لیا کرتے ہیں' اسے چکر لگواتے ہیں' ذہنی ایذا دیتے ہیں' دس باتیں سنانے کے بعد کچھ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے ہیں۔ یاد رکھئے! سائل کو تکلیف پہنچا کر جو صدقہ بھی دیا جائے گا وہ عنداللہ بے حیثیت اور بے وزن ہوگا۔ قرآن کریم تو یہاں تک کہتا ہے کہ اگر تم سائل کو نہیں دینا چاہتے ہو تو نہ دو لیکن اس کی دل شکنی تو مت کرو' اور اس کو ایذا نہ پہنچاؤ' بلکہ میٹھی اور نرم گفتگو کرو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''نرم اور میٹھی گفتگو بہتر ہے اس صدقہ سے جو تکلیف پہنچا کر دیا جائے۔''
(سورۂ بقرہ:۲۶۳)

دوسری غلطی جس سے بچنا ضروری ہے' وہ یہ ہے کہ دینے کے بعد کبھی احسان نہ جتلایا جائے' کچھ لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دیتے دلاتے تو بہت ہیں لیکن موقعہ بموقعہ اس کا تذکرہ بھی کرتے رہتے ہیں اور جتاتے رہتے ہیں کہ ہم نے فلاں کی یہ مدد کی اور فلاں سے یہ تعاون کیا' اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ جس شخص نے راہ خدا میں دینے کے بعد احسان جتایا' اس نے اپنے کئے پر پانی پھیر دیا' اس کا صدقہ باطل ہوگیا' اب اس کو کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کے ثواب کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد مت کرو۔'' (سورۂ بقرہ:۲۶۴)

نیز راہ خدا میں خرچ کرنے کے وقت صرف اور صرف اللہ کی رضا مقصود ہونی چاہئے' ریا اور سمعہ کا شائبہ بھی دل میں پیدا نہ ہو۔ چنانچہ ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے سات

باقی صفحہ 24 پر

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اخلاق و کردار کے آئینہ میں

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

اخلاق و عادات:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ انتہائی متواضع، منکسرالمزاج اور سنت پر عمل کرنے والے تھے، آپ بے حد سادہ زندگی بسر کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے صاحبزادے پیوند لگا کپڑا پہنتے تھے، آپ کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیتے تھے، آپ کی زندگی اتنی سادہ تھی کہ دور دراز سے آنے والے آپ کو پہچان نہیں پاتے تھے ایک مرتبہ آپ کے گھر کوئی عورت آپ سے ملنے آئی جو آپ کو پہچانتی نہیں تھی، وہ آپ کی اہلیہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، امیرالمومنین اس وقت گھر کا پانی بھر رہے تھے، ایک دو مرتبہ جب آپ اندر آئے تو اس عورت نے آپ کو مزدور تصور کرتے ہوئے آپ کی اہلیہ فاطمہ سے کہا کہ یہ مزدور بہت بدتمیز معلوم ہوتا ہے، بار بار آپ کو دیکھتا ہے، فاطمہ نے کہا کہ یہی امیرالمومنین ہیں، جن سے تم ملنے آئی ہو، اس عورت کے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہوگیا مگر جب آپ فارغ ہوئے تو اس کے مسائل سنے اور انہیں فوراً حل کیا، آپ کے سامنے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا طریقہ کار تھا، جو صرف جائز خرچ لیتے تھے اور فاروق اعظمؓ کا طرز عمل تھا، جو اسلامی تاریخ میں اپنے سیاسی تدبر اور انداز حکمرانی کے سبب اپنی مثال آپ تھے مگر اپنے طرز زندگی میں اتنے سادہ تھے کہ پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔

نفاذ شریعت:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا مشن احیائے شریعت اور قرآنی احکام کا نفاذ تھا، انہوں نے اپنے عُمال کو بہت سختی سے ہدایات جاری فرمائی تھیں کہ یاد رکھو! میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی مخالفت کو برداشت نہیں کروں گا اور اس شخص کو بھی کبھی عامل نہیں رہنے دوں گا جو خدا، رسول اور میرے احکام کے مخالف ہوگا۔ (سیرۃ عمر بن عبدالعزیزؒ صفحہ ۲۴۳ رشید اختر ندوی)

ان کے تمام خطوط میں اسی قسم کی باتیں ملتی ہیں، جس طرح انہوں نے عاملوں کو خطوط لکھے ویسے ہی خطوط اپنے سپہ سالاروں کو لکھے تھے اور اپنے عہدیداروں اور سپہ سالاروں کا احتساب بہت سختی سے کرتے تھے انہوں نے شراب پر مکمل پابندی عائد کردی تھی اور شراب کی جو دکانیں تھیں، ان کو بالکل تڑوا دیا تھا اور لہو و لعب کے تمام طریقوں پر قدغن لگادی تھی۔ ابن سعد ایک روایت ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عُمال کے پاس لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سفہاء کی عورتیں مردے کی وفات کے وقت بال کھولے ہوئے اہل جاہلیت کی طرح نوحہ کرتی ہیں، حالانکہ عورت کو دوپٹہ اتارنے کی اجازت نہیں ہے، پس اس نوحہ و ماتم پر پوری پابندی لگاؤ، اہل عجم چند چیزوں سے، جن کو شیطان نے ان کی نگاہ میں محبوب کردیا تھا، اپنا دل بہلاتے تھے، پس ان لوگوں کو اس لہو و لعب راگ باجے سے روکو اور جو باز نہ رہ سکیں، ان کو اعتدال کے ساتھ سزا دو۔ (طبقات ابن سعد ص ۲۹۰)

اسی طرح انہوں نے حجاج بن یوسف کے زمانہ سے بگڑے ہوئے نظام زکوۃ کو درست کیا، نماز کی پابندی کرائی۔ مولانا عبدالسلام ندوی رقم طراز ہیں کہ مذہب اور اخلاق کے متعلق اور بھی بہت سے احکام تھے جن کی خلاف ورزی مضر نتائج پیدا کرسکتی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان تمام جزئیات کی طرف توجہ کی اور ان سے مسلمانوں کو روکا۔ مثلاً اہل عجم کے اختلاط کی وجہ سے تمام ممالک اسلامیہ میں حماموں کا رواج ہوگیا تھا جن میں مرد و عورت بے باکانہ جاکر اس میں غسل کرتے تھے، آپ نے عورتوں کو حمام جانے سے روک دیا۔ حماموں میں تصویریں بنائی جاتی تھیں، اس کی ممانعت کردی اور اس حکم پر شدت سے عمل کرایا۔ (سیرۃ عمر بن عبدالعزیزؒ از مولانا عبدالسلام ندوی ص ۱۳۶)

دینی خدمات:

آپ نے تدوین احادیث اور تلاش احادیث کا کام بہت اہتمام سے کرایا، اگر آپ اس طرح توجہ نہ دیتے تو احادیث کا ذخیرہ وجود میں نہ آتا، آپ نے

ختم نبوة

مدینہ کے گورنر قاضی ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ احادیث نبویہ کو تلاش کر کے ان کو لو کیونکہ مجھ کو علم کے مٹنے اور علماً کے فنا ہونے کا خوف معلوم ہوتا ہے اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قبول کی جائے۔

(کتاب العلم بخاری)

آپ نے احادیث کے متعلق مجموعہ تیار کرا کر تمام ممالک مفتوحہ میں تقسیم کرائے۔ دوسری جانب آپ نے اسلامی علوم اور مذہبی تعلیم کے فروغ پر بھی پوری توجہ دی' آپ نے اپنے ایک عامل کو لکھا:

"اہل علم کو حکم دو کہ اپنی مسجدوں میں علم کی اشاعت کریں کیونکہ حدیثیں مرچکی ہیں۔"

(سیرۃ عمر بن عبدالعزیز ص ۱۰۲)

بہت سے ممالک میں تعلیم کے لئے خود آپ نے متعدد علماً کو روانہ فرمایا' حضرت نافع کو مصر بھیجا' جندل بن ماہان کو جو قرآ میں سے تھے ان کو بھی مصر بھیجا' بدووں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے یزید بن ابی مالک اور حارث بن یمجد اشعری کو متعین کیا اور اوقاف کی خدمت پر متعدد لوگوں کو مقرر کیا' ان تمام ہمہ جہت اصلاحات کا اثر لوگوں کی زندگی پر پڑا ہی پڑا جانوروں پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوا اور مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ کے دور خلافت میں شیر اور بکری ایک ساتھ ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے اور پوری سلطنت میں فارغ البالی اور خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا تھا۔

وفات:

آپ کو زہر دیا گیا تھا اس لئے کہ آپ کی سختی نے بنو امیہ کو آپ کے خلاف کر دیا تھا اور وہ آپ کے خلاف سازشیں کرنے لگے تھے یہاں تک کہ آپ کو زہر دلوایا گیا جس کے اثر سے ۲۵/رجب ۱۰۱ھ میں ۳۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔

کون نہیں جانتا کہ؟

اعصابی طاقت

ہی اصل زندگی ہے

اگر کسی انسان کو اعصابی کمزوری کی پریشانی لاحق ہو جائے تو اس کی زندگی میں بیزاری اور تھکاوٹ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ ہم نے اعصابی کمزوری کے لئے ایک خاص قسم کا اعصابی کورس تیار کیا ہے۔ اگر آپ بھی اس سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی خط لکھ کر یا ٹیلیفون کر کے گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک وی پی (V.P) "اعصابی کورس" منگوالیں۔

رجسٹرڈ

المسلم داؤالحکمت

بالمقابل جامع مسجد مبارک' جلال پورروڈ

ضلع وشہر حافظ آباد ـــــــ پاکستان

0438-521787

0438-522468

0320-5641046

ٹیلیفون عصر 4 بجے سے رات 11 بجے تک کریں

بقیہ صدقہ کی فضیلت

لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے' جو روز محشر عرش کے سائے میں رہیں گے' ارشاد فرماتے ہیں:

"صدقہ اس قدر چھپا کر دو کہ داہنے ہاتھ سے کیا دیا گیا ہے؟ اس کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہو۔" (رواہ البخاری)

ایک روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپا کر دیے جانے والے صدقات نافلہ کی تاثیر عجیب کو ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"ان صدقة السر تطفئ غضب الرب و تدفع ميتة السوء۔" (رواہ الترمذی)

چپکے سے چھپا کر صدقہ دینے والے کو دو فائدے حاصل ہوں گے:

۱:...... نفس اور شیطان کے دھوکے میں مبتلا ہو کر جب انسان گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو اس پر خدائے بزرگ و برتر کا غیض و غضب بھڑکتا ہے اور قریب ہوتا ہے کہ انسان اس کا شکار ہو کر دونوں جہان کی بربادیوں میں گھر جائے کہ اسی دوران وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کچھ اس کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہے' جس کی برکت سے اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور انسان تباہی و بربادی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۲:......خاموشی سے چھپا کر کے صدقہ دینے والا شخص بری موت سے محفوظ ہو جاتا ہے یعنی صدقہ دینے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ ایمان پر فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفلی عبادات نیز صدقات و خیرات کرنے کی توفیق سے نوازے۔

☆☆............☆☆

ختم نبوۃ

اکابر دیوبند کی دینی حمیت

حضرت علامہ حافظ محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم حضرت اقدس شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے خلف الرشید شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کے مسترشد اور شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد حسین حسین پوری دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز بیعت ہیں۔ موصوف بے مثل خطیب ہیں۔ حضرت شہید اسلامؒ کے مزار سے متصل مسجد میں درس قرآن دیتے ہیں اور بسا اوقات مجلس ذکر بھی منعقد کرواتے ہیں۔ درج ذیل مضمون میں موصوف نے بعض اکابر دیوبند کی دینی غیرت کے واقعات کو یکجا کیا ہے جسے افادۂ قارئین کے لئے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے اور جلیل القدر محدث تھے۔ آپ کو سند حدیث حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن محدث پانی پتی سے بھی حاصل تھی۔ آپ حضرت اقدس حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے بھی اجازت بیعت حاصل تھی۔ حضرت نانوتویؒ کی طرح آپ میں بھی انتہا سے زیادہ اخفائے حال تھا حالانکہ آپ اپنے زمانے میں تصوف کے اونچے مقام پر فائز تھے۔ آپ کو صورۃً اور سیرۃً حضرت نانوتویؒ سے کمال مشابہت تھی۔ طاعون کے مرض میں آپ کی شہادت ہوئی۔

آپ کے ایک سفر کے متعلق حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب ریل میں سفر کررہے تھے کسی اسٹیشن پر وہ کسی ضرورت سے اترے اور چند طلباً انگریزی خواں سوار ہوئے اور ان کے اسباب کو منتشر کردیا انہوں نے کہا کہ کیا آپ لوگوں کی یہی تہذیب ہے؟ خیر وہ شرمائے اور اسباب بدستور رکھ دیا لیکن اپنی شرمندگی کے انتقام میں مولوی صاحب کو بنانا چاہا اور موقع کے منتظر رہے۔ مولوی صاحب نے اتفاق سے نماز پڑھی بعد فراغت نماز ان طلباً نے کہا: ہم کچھ پوچھ سکتے ہیں؟ مولوی صاحب نے کہا: ہاں! پوچھا: نماز فرض ہے؟ اتنا تجاہل ظاہر کیا گویا وہ جانتے ہی نہ تھے۔ مولوی صاحب نے کہا: ہاں فرض ہے۔ سوال ہوا کہ پنجگانہ نماز فرض ہے اور ہر جگہ فرض ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ پنج وقتہ اور ہر جگہ فرض ہے۔ طلباً نے سوال کیا کہ

حافظ محمد سعید لدھیانوی

جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی شب ہوتی ہے جس کو ''عرض تسعین'' کہتے ہیں' وہاں کس طرح ادا کریں گے؟ مولوی صاحب نے جز بز ہوکر کہا کہ کیا آپ لوگ وہاں سے آرہے ہیں؟ جواب ملا: نہیں' کہا: (وہاں) جارہے ہیں؟ طلباً نے جواب دیا: نہیں' مولوی صاحب نے فرمایا: بس فضول باتیں نہیں بناتے۔ اس پر طلباً نے اور ایک دوسرے صاحب میانہ عمر کے تھے انہوں نے قہقہہ لگایا۔ اس سے مولوی صاحب کو خفیف ہونا پڑا۔

حضرت مولانا سید احمد حسن امروہیؒ بھی اسی گاڑی کے دوسرے حصہ میں تھے اور سب واقعہ دیکھ رہے تھے انہیں میانہ عمر والے صاحب کے ہنسنے پر غصہ آیا' ان کے قریب تشریف لے گئے اور موقع کے منتظر رہے' اتنے میں وہی صاحب نماز کے واسطے اٹھے اور طلباً اتر گئے' مولانا خوش ہوئے کہ یہ تو نمازی آدمی ہیں' ان کا سمجھنا سہل ہوگا' جب یہ نماز پڑھ چکے تو مولانا نے ان سے پوچھا کہ میں کچھ دریافت کرسکتا ہوں؟ نہایت بد دماغی سے جواب دیا: ہاں! کیونکہ مولانا موصوف سادہ وضع تھے گو طبقہ علماً میں شوقین شمار کئے جاتے تھے' دریافت کیا آپ کا دولت خانہ کہاں ہے؟ اس کا بھی جواب دے دیا' پوچھا آپ کس عہدے پر ممتاز ہیں؟ وہ بھی بتادیا' دریافت کیا کہ کس وقت سے کس وقت تک روزانہ کام کرنا پڑتا ہے؟ ان صاحب نے وقت بھی بتادیا' اس کے بعد مولانا موصوف نے سوال کیا کہ اگر گورنمنٹ کی حکومت ''عرض تسعین'' میں ہوجائے اور وہاں آپ کو بھیج دے تو وہاں یہ وقت کس طرح ملے گا؟ (یعنی ڈیوٹی کے اوقات کار کا تعین کیسے ہوگا؟) یہ سن کر وہ صاحب سنبھلے اور فرمایا: وہاں اندازہ کرلیا جائے گا۔ مولانا ممدوح نے فرمایا کہ بہت حسرت وافسوس کا مقام ہے کہ ایک حاکم مجازی کے قانون پر تو یہ عظمت کہ اس پر جو اشکال واقع ہوں' اس کی آپ اس طرح توجیہ کرلیں اور حاکم حقیقی کے قواعد

ختم نبوۃ

ضوابط پر تمسخر کریں اور مضحکہ اڑائیں' جاہل اعتراض کریں اور آپ ہنسنے میں ان کا ساتھ دیں اور اس کے جواب میں ایسے چست وچالاک ہوں' وہاں آپ سے یہی جواب نہ سمجھا گیا' خیر وہ تو بچے تھے افسوس آپ پر ہے بے چارے نے بیچ سے اتر کر مولانا کے قدموں کو پکڑ لیا اور خوب روئے اور کہنے لگے کہ ان لڑکوں کو دیکھ کر ہنسی آ گئی تھی۔ مولانا نے فرمایا کہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" اگر آپ کی والدہ ماجدہ سے کوئی گستاخی کرنے لگے تو آپ کو اسے دیکھ کر ہنسی آئے گی یا قہر وغضب سے آپ تھرا جائیں گے؟ افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت ماں کے برابر بھی آپ کی نگاہ میں نہ ہوئی۔

۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء کو نگینہ ضلع بجنور میں آریوں سے مناظرہ ہوا تھا اس میں حضرت محدث امروہی اور اس وقت کے تقریباً تمام مشاہیر اکابر نے شرکت کی تھی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے فریق ثانی سے مناظرہ کیا' کئی دن تک محفل مناظرہ گرم رہی' غالباً تقدیر کا مسئلہ فریق ثانی کی طرف سے چھیڑ دیا گیا تھا جو طول پکڑ گیا تھا اور کسی طرح سمٹنے میں نہیں آتا تھا۔ ادھر عوام الناس کے غلط فہمی میں مبتلا ہو جانے کا سخت اندیشہ تھا۔

اسی دوران میں ایک رات حضرت شیخ الہندؒ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک دریا ہے اس کے ایک کنارے پر شیخ الہندؒ بیٹھے ہیں اور دوسرے کنارے پر حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ تشریف فرما ہیں' حضرت شیخ الہندؒ نے عرض کیا کہ حضرت! میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں' کوئی کشتی ہے نہیں جس کے ذریعہ میں آپ تک پہنچوں' کیا کروں؟ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا: اس کی تدبیر میر احمد حسن (یعنی حضرت مولانا احمد حسن امروہی) سے دریافت کرو' صبح کو حضرت شیخ الہندؒ نے اس خواب کی تعبیر خود ہی نکالی کہ دریائے مناظرہ سے پار ہونے کی تدبیر میر احمد حسن صاحب امروہی بتلائیں گے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ رات میں نے استاد مرحوم (حضرت نانوتویؒ) کو خواب میں دیکھا ہے' یہ صورت واقع تھی اور اس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے۔ حضرت امروہی نے اولاً بطور انکسار فرمایا کہ یہ خواب وخیال کی بات ہے' اس کے بعد فرمایا: اگر ایسا ہی ہے تو میں ایک مشورہ دیتا ہوں' اس پر عمل کر لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ مناظرہ ملتوی کر دیا جائے (یعنی مسئلہ تقدیر پر مناظرہ نہ ہو بلکہ) ایسا ہو جائے کہ ایک وکیل آریوں کا اپنے مذہب کے اثبات میں تقریر کرے اور اس کو بالاتر ثابت کر دکھائے اور دوسرا وکیل مسلمانوں کی طرف سے ہو جو مذہب اسلام کی تمام مذاہب عالم پر فوقیت اور اس کا باعث نجات ہونا عقلی دلائل سے ثابت کرے اور مجمع عام میں ہر دو وکیل اپنی تقریریں پیش کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا' آریوں نے بھی اس کو مان لیا۔

مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر حضرت محدث امروہی وکیل بنائے گئے' آپ نے آریوں اور عیسائیوں کے بھرے مجمع میں ایک معرکۃ الآرا تقریر فرمائی' جس میں عقلی دلائل کی مدد سے اسلام کی جملہ مذاہب عالم پر فوقیت وبرتری ثابت کی' اس تقریر میں توحید' رسالت' مقصد زندگی اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و سیرت صحابہؓ پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی' حضرت مولانا نانوتویؒ کا رنگ اس تقریر میں پورا پورا جھلک رہا تھا' اس تقریر کا یہ اثر تھا کہ تمام مجمع دم بخود تھا' بعض غیر مسلموں نے اس تقریر کو سن کر کہا کہ اگر کسی تقریر پر ایمان لے آنا چاہئے تو یہ تقریر ایسی ہی تھی۔

حضرت محدث امروہی نے اپنی اس تقریر کے متعلق حضرت مفتی محمد سہول صاحب سابق مفتی دار العلوم دیوبند (خلیفہ مجاز حضرت گنگوہیؒ) سے فرمایا تھا کہ تقریر کرتے وقت مجھے کچھ خبر نہیں تھی کہ میں کہاں ہوں اور کیا کہہ رہا ہوں' بس یہ محسوس ہو رہا تھا کہ استاد مرحوم (حضرت نانوتویؒ) پاس کھڑے ہیں اور جو وہ بتلا رہے ہیں وہ بول رہا ہوں' جب وقت ختم ہوا اور اس کی اطلاع دی گئی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ میری تقریر کا وقت ختم ہو گیا۔ سچ ہے:

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے استاد زادے اور ہم عصر تھے۔ حضرت مولانا مملوک العلی کے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت تھانویؒ نے دورہ حدیث آپ ہی سے پڑھا ہے۔ طاعون کے مرض میں شہید ہوئے۔ آپ جب مراد آباد تشریف لاتے تھے تو امیر شاہ خان صاحب اور حافظ عطا اللہ صاحب ان کی خدمت میں چھتاری سے آتے تھے' نواب چھتاری محمود علی خان جب حضرت مولانا کا نام اور ان کی ملاقات کا تذکرہ سنتے تو ان لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ کسی طرح حضرت مولانا کو یہاں لاؤ' ایک مرتبہ امیر شاہ خان صاحب نے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے عرض کیا کہ حضرت! نواب صاحب کی بے حد خواہش ہے کہ آپ ایک مرتبہ چھتاری تشریف لائیں' حضرت مولانا نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ جو مولوی نواب صاحب کے پاس جاتا ہے تو نواب صاحب اس کو سو روپے دیتے ہیں' (یہ اس زمانے کا تذکرہ ہے جب ایک سو روپے شاید لاکھوں بلکہ کروڑوں کے برابر ہوں گے) ہمیں نواب صاحب خود بلاتے ہیں اس لئے شاید دو سو روپے دے دیں' سو دو سو روپے کتنے دن کے ہوں گے؟ اس طرح ہم وہاں جا کر مولویت کے نام کو دھبہ نہیں لگائیں گے۔

☆☆..........☆☆

نعت رسول ﷺ

مولانا محمد ثانی حسنی

جس ذات کا محمدؐ ہے پاک نام نامی
بخشی ہمیں خدا نے اس ذات کی غلامی

اپنے پرائے سب کے وہ غمگسار و ہمدم
وہ بے کسوں کے والی وہ بے بسوں کے حامی

آقا ہیں وہ ہمارے ہم ہیں غلام ان کے
ان کے ہی پاک دیں کے ہم داعی و پیامی

ہر ایک کی زبان پر ہے پاک نام ان کا
رازیؒ ہوں یا غزالیؒ، قدسیؒ ہوں یا کہ جامیؒ

اللہ کے پیمبر سرتاج انبیاء کے
ادنیٰ غلام ان کے ہیں نامی و گرامی

وہ شفقت مجسم وہ رحمت دو عالم
کیا ان کی مہربانی کیا ان کی خوش کلامی

وہ بالیقیں نبی ہیں تا روز حشر سب کے
ہے عام جو نبوت تو فیض ہے دوامی

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخرﷺ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

- **خریدار بنیئے ــ بنائیے**
- **اشتہارات دیجئے**
- **مالی امداد فراہم کیجئے**

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے